کتاب جنات

از

ابو شہریار

طبع الثانی ۲۰۲۰

طبع الاول ۲۰۱۹

www.islamic-belief.net

فہرست

پیش لفظ 5

باب ا: جنات کی تخلیق 7

باب ۲: شیطان پر ادیان عالم میں اختلاف 13

موجودہ توریت میں ابلیس پر اختلاف 15

فرشتے بھی سحر سکھاتے ہیں اور شیطان بھی 18

خروج مصر کے بعد سانپ سے بنی اسرائیلیوں کا عشق 19

نصرانیوں میں شیطان کا تصور 21

ڈریگن کی خبر 23

ہندو یوگا میں سانپ کی اہمیت 24

ہندومت میں شیطان و جنات کا تصور 25

باب ۳: جنات کا ہیت بدلنا 26

تین اقسام کے جنات کی خبر 27

نمازی کے آگے سے گزرنے والا 27

اونٹ کی تخلیق شیاطین سے ہوئی ہے؟ 30

ہر سواری والے جانور پر شیطان ہوتا ہے 32

جنگ بدر پر شیطان کا کلام 34
جنات کا دینی تعلیم دینا 36
شیطان کا عورت کی شکل لینا 40
شاعروں میں شیطان کا آنا 41
کبوتری میں شیطان کا آنا 42
باب ۴: جنات کا انسان کو قتل کرنا 44
باب ۵: جنات کا مسخ کیا جانا 46
باب ۶: انسان کا جنات کو قتل کرنا 49
سانپ شیطان ہیں؟ 49
باب ۷: جنات کا انسانوں کو اغوا کرنا 52
باب ۸: جنات کا انسانوں سے زنا کرنا 54
باب ۹: جنات کا انسان پر بیماری نازل کرنا 57
الطّاعُونُ کی بیماری شیطان کی طرف سے ہے؟ 57
استحاضہ کی بیماری 61
باب ۱۰: شیطان کا انبیاء سے شرک کروانا 62
ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت 63
مسند احمد کی سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت 64
ابن حزم کا تبصرہ 65
احمد شاکر کا تبصرہ 65
باب ۱۱: شیطان کا انبیاء پر ہتھیار سے حملہ کرنا 67
شیاطین کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انگارہ سے حملہ 67
باب ۱۲: شیطان کا خود ساختہ آیات القا کرنا 71

وہابی اور غیر مقلد علماء کی بدلتی آراء 78
البانی کی رائے.. 78
محمد بن عبد الوہاب النجدی کی رائے 78
زہیر الشاویش کی رائے 79
اِسامۃ بن عطایا العتیبی کی رائے 80
مفتی بن باز کی رائے 81
شیعہ علماء کی آراء 81
مجلسی کی رائے 82
باب ۱۳: جنات کا بتوں میں سرایت کرنا 84
باب ۱۴: جنات کا انسان میں داخل ہونا 86
شیطان کا صحابی میں جانا 89
باب ۱۵: جنات کی غذا 91
باب ۱۶: جن کا نبی پر نیکی القا کرنا 93

بسم اللہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

اس کتاب میں جنات و شیاطین سے متعلق روایات کو یکجا کیا گیا ہے – عوام الناس میں جنات ، قرین ، ہمزاد وغیرہ کے نام سے ان کو جانا جاتا ہے - جنات کو قبضہ میں کرنے کا پیر وفقیر دعوی بھی کرتے ہیں-

جن ایک وقت تھا ، جب زمین سے جنت تک چلے جاتے تھے جیسا قرآن میں ہے کہ سرکشی پر ابلیس کو حکم دیا گیا اخرج منها یعنی نکل یہاں سے - مہلت ملنے کے بعد بھی ابلیس کو واپس جنت میں داخل ہونے دیا گیا تا کہ آدم و حوا علیہما السلام کو بہکا سکے کیونکہ یہ وعدہ الہی کی عملی شکل تھا- اس کے بعد جب آدم ، حوا اور ابلیس کو زمین پر بھیج دیا گیا تو اب شیاطین پر پابندی ہے کہ وہ آسمان اول تک بھی جا سکیں - اب یہ شیاطین ، کاہنوں کی مدد کرنے آسمان پر جاتے ضرور ہیں تا کہ کچھ سن لیں لیکن یہ رسائی آسمان اول تک نہیں ہوتی بلکہ اس سے بہت نیچے کا کوئی مقام ہوتا ہے - سورہ الرحمٰن آیت ۳۳ میں ذکر ہے کہ زمین کے گرد اقطار الارض ہے جس کو پار کرنا جنات کے بس و قوت میں نہیں - لہذا جب جنات ان اقطار الارض کے پاس پھٹکتے ہیں تو فرشتے ان کو دیکھ کر ان پر شہاب ثاقب پھینکتے ہیں- دور نبوی میں اس پہرہ کو شدید سخت کر دیا گیا تا کہ جنات ، فرشتوں کی کوئی سن گن نہ لے سکیں – کاہنوں کا دھندہ ٹھپ ہو گیا اور جنات میں سراسیمگی پھیل گئی کہ زمین پر شاید کوئی بڑا عذاب آنے والا ہے یہاں تک کہ سورہ الجن میں خبر ہے کہ جنوں نے قرآن سنا تو ان کو معاملہ سمجھ آیا-

اس کتاب میں آپ کو جنات پر بعض عجیب و غریب روایات پڑھنے کو ملیں گی جن کو علماء کتب میں لکھ کر سند جواز دے دیتے ہیں یا تصحیح کر بیٹھے ہیں – قرآن و حدیث سے سحر اور کہانت کا وجود ثابت ہے ، جس میں شیاطین کے ذریعہ اس ممنوعہ عمل کو کیا جاتا ہے - لیکن جہاں تک ان باتوں کا تعلق ہے کہ جنات انسان کو اغوا کرتے ہیں ، قتل کرتے ہیں ، شکل و ہیت بدلتے ہیں ، انسان پر بیماری نازل کرتے ہیں ، چوریاں کرتے ہیں ، انسان سے زنا کرتے ہیں ، تو ان کے دلائل بہت بودے ہیں-

یہودی و نصرانی ادیان میں ابلیس کو سانپ بھی کہا گیا ہے- یہود کا قول ہے کہ شیطان ایک فرشتہ ہے - نصرانییوں کا قول ہے کہ شیطان انسانی و حیوانی جسم میں چلا جاتا ہے - البتہ اسلام میں ان مفروضات کی کوئی گنجائش نہیں ہے - راقم کی ایک تصنیف بعنوان آسیب چڑھنا اس ویب پر موجود ہے - ڈریگن (یعنی اڑتے سانپ) کو دنیا میں بہت سے مقام پر پوجا جاتا تھا اور اس کو مثبت انداز میں فلموں میں دکھایا جاتا ہے – آج بھی مشرک قوموں میں سانپوں کی پوجا ہوتی ہے - یہاں تک کہ ازمنہ قدیم میں فراعنہ مصر کے سر پر تاج میں بھی سانپ کی شکل موجود تھی - قابل غور ہے کہ موسی علیہ السلام کا عصا بھی ایک سانپ کی صورت لیتا تھا اور اللہ کی نشانی

تھا -یعنی اللہ تعالی نے ظاہر کیا کہ اس کی مخلوقات ، اس کی ہی مطیع ہیں- تفسیری کتب میں اسرائیلات کی وجہ سے یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ آدم علیہ السلام کو ایک سانپ نے بہکایا اور ابلیس ،سانپ کی شکل میں ان کے پاس آیا—یہ خبر منکر ہے -

بہت سے علماء بد روحوں کے قائل ہیں مثلا سلفی عالم عبد الرحمان کیلانی- اسی طرح ایک کثیر تعداد آسیب چڑھنے اور جنات سوار ہو جانے کا عقیدہ رکھتی ہے —یہ سب منکرات عقائد ہیں - راقم کی ایک مکمل تصنیف اس عقیدہ کے رد میں پہلے سے موجود ہے

اللہ ہم سب کو ہدایت دے امین

ابو شہریار

۲۰۱۹

باب ا: جنات کی تخلیق

اللہ تعالی نے جنات کو انسانوں سے قبل اپنی عبادت کے لئے خلق کیا

وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون

اِور ہم نے جن وانس کو صرف عبادت کے لئے تخلیق کیا

اور ان جنات کو آگ سے بنایا گیا

والجان خلقناه من قبل من نار السموم

اور جنات کو اس سے قبل ہم نے آگ کی لپیٹ سے خلق کیا

ان جنات میں اللہ تعالی کے عبادت گزار، متقین تھے – یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک جن نہیں جنوں کی ایک کثیر تعداد آدم علیہ السلام سے پہلے خلق ہو چکی تھی - یہاں تک کہ ان جنوں میں سے ایک جن کو زعم باطل ہوا کہ وہ اللہ تعالی کو سب سے محبوب ہے – یہ جن اپنے آپ کو ملائکہ سے بھی بہتر سمجھتا اور اپنے عنصر تخلیق اگ پر ناز کرتا تھا – اللہ تعالی نے فرشتوں کو خبر دی کہ وہ زمین پر ایک خلیفہ مقرر کرے گا یعنی اس کو آزمائشی آزادی دے گا کہ وہاں زمین پر انسان اپنا حکم بھی چلا سکتا ہے – فرشتے جو کوئی خود اختیار نہیں رکھتے تھے لیکن علم والے تھے انہوں نے کہا کہ اگر یہ مخلوق خلیفہ مقرر کی گئی تو زمین پر خون و فساد ہو گا کیونکہ یہ اس آزادی کا غلط استعمال کر سکتے ہیں، یقینا یہ مخلوق ایک دوسرے سے لڑے گے - فرشتوں نے اللہ تعالی سے عرض کیا کہ مالک آپ کے لئے تو ہم عبادت کر ہی رہے ہیں – ایک دوسری مخلوق عبادت کی بجائے آزادی پر قتل و غارت کی طرف چلی جائے گی – اس کی حکمت تک ہم نہیں پہنچ پا رہے - فرشتوں کے اس اشکال کا اللہ کو علم تھا اور اللہ تعالی نے کہا میں نے تم فرشتوں کو جتنا علم دیا ہے وہ اتنا نہیں ہے کہ تم اس منصوبہ کی حکمت کو پہنچ سکو

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلآئِكَـةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِيْـهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْـهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّـحُ بِحَـمْدِكَ وَنُـقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (سورہ البقرہ)

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں، فرشتوں نے کہا کیا تو زمین میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو فساد پھیلائے اور خون بہائے حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں، فرمایا میں جو کچھ جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

آدم ایک بے جان صورت خلق ہو رہے تھے – ابھی ان میں نہ تو زندگی تھی نہ کوئی حرکت تھی نہ دل دھڑکتا تھا نہ سانس تھی[1] –

پھر (بمطابق سورہ الحجر) اللہ تعالی نے فرشتوں کو حکم دیا

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ (سورہ ص)

جب میں اس (پتلے) کو متناسب کر دوں اور اس میں اپنی روح پھونکوں تم سجدے میں گر جانا

پتلا یا جسد آدم بے جان حالت میں تھا اور ملائکہ اس لمحہ کا انتظار کر رہے تھے جب نسمہ یا روح آدم میں داخل ہو – جیسے ہی روح آدم میں داخل ہوئی آدم کا پتلا سانس لینے لگا وہ پتلا ایک متنفس بن گیا- اس سانس کو لینا تھا کہ تمام آسمان کے فرشتے آدم کے لئے سجدہ میں گر گئے

فَسَجَدَ الْمَلَآئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ

1

صحیح مسلم بَابُ خَلْقِ الْإِنْسَانِ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَمَّا «صَوَّرَ اللهُ آدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَتْرُكَهُ، فَجَعَلَ إِبْلِيسُ يُطِيفُ بِهِ، يَنْظُرُ مَا هُوَ، فَلَمَّا رَآهُ أَجْوَفَ عَرَفَ أَنَّهُ خُلِقَ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ انس نے کہا کہ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جب اللہ تعالی نے آدم کی صورت گری کی تو ان کو جنت میں اس (غیر مکمل بلا روح حالت میں) چھوڑے رکھا جتنی مدت اللہ نے چاہا، پس ابلیس اس تخلیق کے گرد گھومتا ، چکر لگاتا ، دیکھتا کیا بن رہا ہے- جب اس نے آدم کا پیٹ دیکھا تو جان گیا کہ یہ مخلوق اپنے آپ مالک نہیں بن سکتی

شیعوں کی تفسیر فرات کوفی میں ہے

أمير المؤمنين عليه السلام قال: لما أراد الله تعالى خلق آدم بعث جبرئيل فأخذ من أديم الارض قبضة فعجنه بالماء العذب والمالح وركب فيه الطبايع قبل أن ينفخ فيه الروح، فخلقه من أديم الأرض فطرحه كالجبل العظيم، وكان إبليس يومئذ خازنا على السماء الخامسة يدخل في منخر آدم ثم يخرج من دبره، ثم يضرب بيده على بطنه فيقول لأي أمر خلقت ؟ لئن جعلت فوقي لا أطعتك، ولئن جعلت أسفل مني لا أبقيتك [أ: لأبقيتك. ر: لا اعبينك] فمكث في الجنة ألف سنة ما بين خلقه إلى أن ينفخ فيه الروح

أمير المؤمنين عليه السلام نے فرمایا جب اللہ تعالی نے آدم کو خلق کرنے کا ارادہ کیا تو جبریل کو بھیجا کہ زمین کی سرخ مٹی کی مٹھی لائیں، اس کو کھارے پانی اور نمک سے بھگویا اور اس میں سے الطبایع چلائے قبل اس کے ان میں روح آئے پس آدم کو سرخ مٹی سے خلق کیا اور وہ ایک عظیم پہاڑ کی طرح کی شکل میں تھے - اور ابلیس وہاں پانچویں آسمان پر خازن تھا وہ اس پتلے کے نرخرے میں جاتا اور مقعد سے نکلتا پھر اس پتلے کے پیٹ پر ہاتھ مارتا اور کہتا کس کام کے لئے اس کو بنایا جا رہا ہے ؟ اگر اس کو مجھ سے اوپر کیا گیا تو میں تو کبھی اس کی نہ مانوں گا اور اگر اس کو مجھ سے نیچے کیا گیا تو میں اس کو باقی نہ رہنے دوں گا پس ان کا پتلا جنت میں ہزار سال رہا قبل اس کے کہ آدم میں روح آتی

پھر سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔

فرشتے اللہ تعالی کے سب سے مقرب ہیں – سجدہ کا حکم اعلی مخلوق کو دیا گیا تو وہ جنات پر بھی لاگو ہوا – جنات میں ایک جن سجدے میں نہیں گیا – اللہ تعالی نے سوال کیا

قَالَ يَٰٓإِبۡلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِيَدَيَّۖ أَسۡتَكۡبَرۡتَ أَمۡ كُنتَ مِنَ ٱلۡعَالِينَ (سورہ ص)

کہا: اے ابلیس تجھے کس چیز نے اس کو سجدہ کرنے سے روکا جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا؟ تو مغرور ہوا یا کیا تو پہلے ہی مغروروں میں سے تھا؟

اللہ تعالی کو ہر چیز کا علم ہے لیکن یہ اس جن پر طنزا بولا گیا کہ تو کیا پہلے مغرور تھا یا ابھی ہوا ہے - اللہ تعالی نے ظاہر کیا کہ اس جن کے دل میں غرور پہلے ہی پنپ رہا تھا – یہ جن بولا :

قَالَ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ ؕ خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَه مِنۡ طِيۡنٍ

اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں، مجھے تو نے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا۔

اس جن نے اللہ سے مہلت طلب کی کہ یہ ثابت کر کے رہے گا کہ اللہ کا منصوبہ ایک فیل ہو جانے والا پلان ہے – یہ مخلوق اللہ تعالی کی نہیں سنے گی بلکہ اس جن کی پیروی کرے گی

قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ

کہا اے میرے رب ! پھر مجھے مردوں کے زندہ ہونے تک مہلت دے۔

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الۡمُنۡظَرِيۡنَ

فرمایا پس تمہیں مہلت ہے۔

اِلٰى يَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ

وقت معین کے دن تک۔

اس جن نے اللہ کی قسم لی کہ یہ بات سچ ہو جائے گی کہ اکثریت اولاد آدم میں جہنمی ہوں گے

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ

کہا تیری عزت کی قسم میں ان سب کو گمراہ کردوں گا۔

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ

مگر ان میں جو تیرے خالص بندے ہوں گے۔

یہ جن بولا

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا

کہا میں تیرے بندوں میں سے حصہ مقرر لوں گا۔

وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ

اور میں ضرور گمراہ کروں گا، میں انہیں امیدیں دلاؤں گا اور انہیں حکم کروں گا کہ جانوروں کے کان چیریں اور یہ میرے حکم پر اللہ کی بنائی ہوئی صورتیں بدلیں گے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جن زمین پر تھا اور وہاں کے جانور دیکھ چکا تھا

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ

کہا جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ضرور ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔

اللہ تعالی نے اس جن کو کہا

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ (77) وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ

کہا نکل جا یہاں سے دھتکار ہو تجھ پر، اور تجھ پر میری لعنت آ گئی ہے قیامت کے دن تک

قَالَ اخْرُجْ مِنْـهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا

فرمایا یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکل جا

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ

کہا پس حق یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں۔

لَاَمْلَاَنَّ جَهَنَّـمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْـهُـمْ اَجْـمَعِيْنَ

میں تجھ سے اور ان میں سے جو تیرے تابع ہوں گے سب سے جہنم بھر دوں گا۔

قرآن میں اس جن کو ابلیس کہا گیا ہے- مفسرین کا قول ہے کہ یہ نام نہیں بلکہ صفت ہے کہ یہ جن رحمت الہی سے ناامید ہوا- ابن حجر نے "الفتح الباری" میں ذکر کیا:

روى الطبري وابن أبي الدنيا عن ابن عباس قال: كان اسم إبليس حيث كان مع الملائكة عزازيل، ثم إبليس بعد

طبری اور ابن ابی الدنیا کی کتب میں اس جن کا نام عزازیل بیان ہوا ہے- بحر مرادر کے طومار میں عزازیل کو بھی صفت کہا گیا ہے

Za-za-e'il

وہ جو ایل کی مخالفت کرے

یعنی عزازیل بھی نام نہیں ہے بلکہ صفت ہے- قرآن وحدیث و بائبل میں اس جن کو شیطان بھی کہا گیا ہے اور شیاطین کا بھی لفظ ہے یعنی اس جن کے ہم نوا اور جنات بھی ہیں- اس طرح ایک گروہ جنات نے کھلم کھلا بغاوت کی - اللہ تعالی کی جہنم ان پر ثبت ہو چکی ہے- قرآن میں ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت عرب کے جنات نے سنی اور وہ ایمان بھی لائے

قرآن سورہ کہف أية ۵۰ میں ہے کہ ابلیس جنوں میں سے ہے اسی لئے بہک گیا

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ

ابلیس فرشتوں کا سردار نہیں تھا- اللہ نے مخلوق میں سب سے افضل فرشتوں کو حکم کیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں- لہذا یہ حکم اعلی سے ادنی کی طرف منتقل ہوا- فرشتوں اور ان سے درجات میں کم مخلوق جنات پر بھی سجدہ اس وقت فرض ہو گیا- راقم کی تفسیری

رائے میں ابلیس کو اپنے درجات کی بنا پر گمان ہوا کہ اس کو خلیفہ ارض مقرر کیا جائے گا لیکن جب اس نے دیکھا یہ درجہ آدم کو دیا گیا تو وہ حسد میں آیا اور اس نے یہ سب کلام کیا جو قرآن میں ہے - ابلیس کی بغاوت سے قبل کی زندگی پر صحیح احادیث میں خبر نہیں ملی -

بہر حال اللہ تعالی نے جنت میں ایک شجر سے دور رہنے کا حکم آدم و حوا علیہما السلام کو دیا

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْـهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُـوْنَا مِنَ الظَّالِمِيْنَ

اور ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں جا کر رہو اور اس میں جو چاہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ اور اس درخت کے نزدیک نہ جاؤ پھر ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

باب ۲ : شیطان پر ادیان عالم میں اختلاف

شیطان یا ابلیس نے اللہ سے مہلت طلب کی، تو اپنے مشن کی تکمیل، اب وہ کئی طرح کرتا ہے- قرآن کے مطابق شیطان بھلا دیتا ہے، اللہ کی یاد سے غافل کرتا ہے، جذبات برانگیخت کرتا ہے، شیطان خواہش میں دخل کرتا ہے، پھسلاتا و بہکاتا ہے، دلوں میں خوف پیدا کرتا ہے، کبھی سچ بھی کہتا ہے- شیطان مومنوں و کفار دونوں کے ساتھ ایسا کرتا ہے لیکن اس میں اس کو ناکامی ہوتی ہے جب مومنوں کے ساتھ اللہ کی مدد شامل ہو- دوسری طرف شیاطین انس میں سے وہ کاہنوں و ساحروں کی مدد کرتا ہے- لوگوں کو بت پرستی کی طرف لاتا ہے—ان کے نام پر جانور ذبح کرنے کا حکم کرتا ہے—کفار کو مسلمانوں کے خلاف اکسانا بھی شیطان کا عمل ہے-

ابراہیمی ادیان میں یہودیوں کی کتب میں شیطان کا تصور عجیب و غریب ہے—اس کو ایک فرشتہ سمجھا جاتا ہے—لفظ شیطان توریت میں نہیں ہے لیکن دیگر یہودی الہامی کتب میں ہے—موجودہ یہود کے بعض فرقوں کے نزدیک نفس امارہ کو ہی شیطان سے ملا دیا گیا ہے اور شیطان بطور ایک الگ ذات کوئی وجود نہیں رکھتا-

یہود کے دیگر فرقوں کے نزدیک شیطان فرشتہ ہے اور یہود کے نزدیک اللہ کا دشمن نہیں بلکہ اللہ کا مددگار ہے- اگر آپ توریت کا تقابل قرآن سے کریں تو انکشاف ہو گا کہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ، توریت میں موجود نہیں بلکہ ایک سانپ کو مثبت شخصیت کے طور پر دکھایا گیا ہے اللہ تعالی نے انسان کو تخلیق کیا اس کو شجر علم سے دور رکھا لیکن سانپ چاہتا تھا کہ انسان علم حاصل کرے لہذا اس کو شجر علم کی حقیقت بتا دی- گویا اللہ تعالی، انسان کو علم نہیں دینا چاہتا تھا لیکن شیطان یا سانپ نے انسان کی علم حاصل کرنے میں مدد کی اور اس کو شجر ممنوعہ کی حقیقت بتا دی-

اس کے برخلاف قرآن میں ہے کہ اللہ تعالی نے تخلیق آدم کے بعد ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور ان کو اسماء کا علم فرشتوں سے زیادہ تھا- یعنی قرآن کے مطابق اللہ تعالی نے خود آدم کو تمام اسماء Noun سکھا دیے یعنی تمام دنیاوی زبانوں کو ان کو ذہن میں اتار دیا- دوسری طرف یہود نے توریت میں شیطان کو سانپ بنا دیا اور شجر ممنوعہ کو شجر علم کر دیا اور اسی سانپ کو جنت میں بھی پہنچا دیا

قرآن میں ذکر ہے کہ جب ابلیس نے اللہ کا حکم نہیں مانا تو وہ اس وقت اس نے مہلت طلب کی- شیطان کو مہلت ملنے کی وجہ سے موقعہ دیا گیا کہ وہ آدم کے پاس جنت تک جائے

وَيَآ اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُـوْنَا مِنَ الظَّالِمِيْنَ (19)

اور اے آدم ! تو اور تیری عورت جنت میں رہو پھر جہاں سے چاہو کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جاؤ ورنہ بے انصافوں میں سے ہو جاؤ گے۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ (20)

پھر انہیں شیطان نے بہکایا تاکہ ان کی شرم گاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں ان کے سامنے کھول دے، اور کہا تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے نہیں روکا مگر اس لیے کہ کہیں تم فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ۔

وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ (21)

اور ان کے روبرو قسم کھائی کہ البتہ میں تمہارا خیر اخواہ ہوں۔

فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ ۖ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُلْ لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُبِينٌ (22)

پھر انہیں دھوکہ سے مائل کر لیا، پھر جب ان دونوں نے درخت کو چکھا تو ان پر ان کی شرم گاہیں کھل گئیں اور اپنے اوپر بہشت کے پتے جوڑنے لگے، اور انہیں ان کے رب نے پکارا کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور تمہیں کہہ نہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (23)

ان دونوں نے کہا اے رب! ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اور اگر تو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے۔

قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ (24)

فرمایا یہاں سے اترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے، اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانا ہے اور ایک وقت تک نفع اٹھانا ہے۔

قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ (25)

فرمایا تم اسی میں زندہ رہو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے نکالے جاؤ گے۔

ابلیس نے آدم علیہ السلام کو بہکایا کہ یہ شجر، شجر حیات جاودان ہے اس سے تم کو مملکت حاصل ہو گی۔

اہل کتاب میں اس درخت کے پھل کو سیب کی شکل میں تصویروں میں دکھایا جاتا ہے کہ اس کو آدم نے کھایا۔ یہود کے نزدیک آدم جنت میں تھے لیکن نصرانی اس کا انکار کرتے ہیں کہ جنت میں رزق یا جنسی لذت نام کی کوئی چیز تھی لہٰذا نصرانی جنت کو زمین پر بتاتے ہیں۔ بہر حال تصویروں میں اس علم کو سیب کی صورت دکھایا جاتا ہے جو سانپ نے حوا علیہ السلام کو دیا اور انہوں نے آدم علیہ السلام کو۔ زمانہ حال ہی میں ایک مشہور کمپنی نے اس آدھے کھائے سیب کو اپنا لوگو LOGO بھی بنا لیا ہے

موجودہ توریت میں ابلیس پر اختلاف

توریت کی کتاب الاستثنا کے باب ۱۶ کی آیات ہیں

ہارون کو بنی اسرائیلیوں کے لئے دو بکرے گناہ کی قربانی کے طور پر اور ایک مینڈھا جلانے کی قربانی کے لئے لینا چاہئے۔

اس لئے ہارون ایک بیل کو اپنے گناہ کی قربانی کے لئے اپنے اور اپنے خاندان کے کفّارے کے لئے قربانی کے طور پر پیش کرے گا۔

اُس کے بعد ہارون دو بکرے کو لیگا اور اسے خیمۂ اجتماع کے دروازے پر خداوند کے سامنے لائے گا۔

پھر ہارون دونوں بکروں کے لئے قرعہ ~ ڈالے گا۔ایک خداوند کے لئے اور دوسرے عزازیل کے لئے

تب ہارون قرعہ ڈال کر چُنے گئے بکرے کو خداوند کے لئے گناہ کی قربانی کے طور پر قربانی دیگا۔

لیکن قرعہ ڈال کر عزازیل کے لئے چُنا گیا بکرا خداوند کے سامنے زندہ لایا جانا چاہئے۔ تب یہ بکرا ریگستان میں عزازیل کے پاس کفّارہ دینے کے لئے بھیجا جائے گا۔

تب ہارون اپنے لائے ہوئے بیل کو گناہ کی قربانی کے طور سے چڑھائے گا۔اس طرح سے ہارون اپنے اور اپنے خاندان کے لئے کفّارہ ادا کریگا۔ہارون بیل کو اپنے لئے گناہ کی قربانی کے طور پر ذبح کرے گا۔

ان آیات میں عزازیل کے لئے بیابان میں بکرا چھوڑا جائے گا جو غیر اللہ کی نذر ہے اور اس کی تہمت ہارون علیہ السلام پر لگائی جا رہی ہے - اہل کتاب عزازیل کا ترجمہ کر دیتے ہیں اور اس کو کفارہ کا بکرا

Goat of Attonement

کہتے ہیں - اسی سے اردو میں قربانی کا بکرا بنانے کی مثل چلی ہے کہ اپنے گناہ کا بوجھ کسی جانور پر ڈال دیا جائے –اس بکرے کا انتخاب دوسرے ہیکل کے دور میں اقلام پھینک کر کیا جاتا تھا –تلمود کے مطابق اس بکرے کو پہاڑ پر لے جایا جاتا اور پھر جبل منظر پر لا کر کھائی میں دھکیل دیا جاتا تھا-اس طرح یہ عزازیل کی عبادت ہوئی- یہاں اس مقام پر یہ وضاحت نہیں کہ عزازیل سے شیطان ہی مراد ہے-اس کی بنیاد پر شیطان کی منظر کشی ایسے پیروں سے کی جاتی جس میں بکرے کے پیر دکھائے جاتے ہیں-

یہود کا مقصد توریت میں سے شیطان کا ذکر چھپانا تھا – یا کہہ لیں کہ ذکر شیطان پر یہود نے تقیہ اختیار کیا- توریت کتاب پیدائش میں شیطان کی بجائے سانپ کا ذکر کیا اور کتاب الاستثنا میں نام کا ترجمہ کر کے دھوکہ دیا کہ یہ قربانی کے بکرے کا ذکر ہے –

توریت کے علاوہ بعض دیگر یہودی کتب میں شیطان کا لفظ موجود ہے جو دوسرے ہیکل کے دور کی ہیں- کتاب زکریا باب ۳ میں ہے کہ شیطان نے امام القدس کی مخالفت کی –- کتاب زکریا ایک بنی اسرائیلی نبی زکریا بن عدو کے کشف و خواب ہیں- یہ دوسرے ہیکل کے دور کے ہیں، ان کا ہی قتل مقدس اور قربان گاہ کے درمیان ہوا جن کا ذکر انجیل متی میں ہے- یہ قرآن کے زکریا علیہ السلام نہیں جو مریم علیہ السلام کے کفیل تھے جن کا دور اس نبی سے کئی سو برس بعد کا ہے- آیات ہیں

اِس کے بعد رب نے مجھے رویا میں امامِ اعظم یشوع کو دکھایا۔ وہ رب کے فرشتے کے سامنے کھڑے تھے، اور شیطان ان پر الزام لگانے کے لئے اُس کے دائیں ہاتھ کھڑا ہو گیا تھا۔ رب نے شیطان سے فرمایا، "اے شیطان، رب تجھے ملامت کرتا ہے! رب جس نے یروشلم کو چن لیا وہ تجھے ڈانٹتا ہے! یہ آدمی تو بال بال بچ گیا ہے، اُس لکڑی کی طرح جو بھڑکتی آگ میں سے چھین لی گئی ہے۔

یسعیاہ نبی (جن کا دور پہلے ہیکل کا کہا جاتا ہے اور عیسیٰ سے ۸ صدیاں قبل گزرے ہیں) کی کتاب میں ہے اس میں شیطان کا ذکر ہے

یسعیاہ ۴۵ باب ۷ کی آیت ہے: میں ہی خالق نور و ظلمات ہوں اور میں ہی وہ ذات ہوں جو برباد کرتی ہے

اس آیت سے بعض نصرانی علماء استخراج کرتے ہیں کہ اس میں خلق ظلمت سے مراد شیطان ہے

موجودہ علماء یہود و نصاری کہتے ہیں کہ یسعیاہ کی کتاب تین حصوں میں لکھی گئی ہے پہلے ہیکل کی تباہی سے پہلے اور بعد تک اس پر کام ہوا ہے

دوسرے ہیکل کے دور میں یہود کا اختلاف بڑھا اور ان میں سامرہ کا فرقہ نکلا اور شیطان کے تصور میں تبدیلی آئی- بنیادی طور پر یہود کے بہت سے فرقے تھے جو شیطان پر الگ الگ تصور رکھتے تھے- لیکن آفیشل کتاب توریت میں شیطان کا کوئی تصور باقی رہنے نہیں دیا گیا- اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیطان کا وہ تصور جو قرآن میں ہے اور وہی حق ہے تو اس کو توریت میں کیوں تبدیل کیوں کیا گی؟ کیا وجہ تھی کہ توریت میں سے شیطان کا ذکر سرے سے ہی نکال دیا گیا اور اس کو چھپا کر ایک سانپ بنا کر پیش کیا گیا؟ راقم کہتا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ بنی اسرائیل کو فارس کے لوگوں نے واپس یروشلم بھیجا تھا تاکہ وہ واپس مسجد سلیمان یا مسجد الاقصی بنا لیں- فارس کے مذہب میں اہرمن و یزداں کا تصور تھا[2]- جس میں اہرمن کو خدائے شر کہا جاتا تھا لہذا اگر توریت جیسی اہم کتاب، جس کو عزیر اور نحمیاہ لکھوا

[2] اس کے اثرات اردو زبان میں بھی ہیں آج بھی مشیت یزدانی کا لفظ بولا جاتا ہے- یزداں جو آتش پرستوں کا خدائے خیر تھا

رہے تھے، اس میں سے شیطان کا ذکر ہوتا تو اس کو اہر من متاثر مذھب سمجھا جاتا لہذا شیطان کا لفظ ہی نکال دیا گیا اور شیطان کو سانپ بنا دیا گیا-

شیطان کا تصور بحر مردار کے طومار میں موجود کتب میں بھی ہے- موجود محققین کہتے ہیں کہ ممکن ہے یہ کتب اسین Essene فرقہ کی ہوں اور رومیوں کے خوف سے ان کتب کو چھپا دیا گیا ہو –راقم کہتا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ اس فرقہ نے خود باقی یہودی فرقوں کی حرکات کی بنا پر اپنی کتب کو باقی یہود سے چھپا دیا ہو اور یہ کام وہ مسلسل کرتے رہے ہوں کہ کتب کے نسخے بنا بنا کر ان کو مرتبانوں میں رکھ کر غاروں میں چھپا رہے ہوں تا کہ وہ ہیکل پر قابض یہودیوں کی تحریفات سے بچ سکیں-

اسلام کا تصور ہے کہ شیطان جن ہے جو اللہ کا باغی ہے اور وہ نفس امارہ نہیں اور فرشتہ بھی نہیں-اس کا مقصد انسان کو گمراہ کرنا ہے اور علم دینا اس کا کام نہیں اللہ کا ہے- لہذا ہر طرح کا علم چاہے خیر کا ہو یا شر کا اللہ ہی کی جانب سے ہے لیکن اس کا مقصد انسان کی آزمائش ہے

قرآن کہتا ہے کہ بابل میں یہود سحر کا علم حاصل کرتے تھے جو ان کی آزمائش تھا آیات ہیں

واتبعوا ما تتلو الشياطين على ملك سليمان وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر وما أنزل على الملكين ببابل هاروت وماروت وما يعلمان من أحد حتى يقولا إنما نحن فتنة فلا تكفر فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجه وما هم بضارين به من أحد إلا بإذن الله ويتعلمون ما يضرهم ولا ينفعهم ولقد علموا لمن اشتراه ما له في الآخرة من خلاق ولبئس ما شروا به أنفسهم لو كانوا يعلمون

اور (یہود) لگے اس (علم) کے پیچھے جو شیطان مملکت سلیمان کے حوالے سے پڑھتے تھے اور سلیمان نے تو کفر نہیں کیا، بلکہ شیاطین نے کفر کیا جو لوگوں کو سحر سکھاتے تھے اور جو بابل میں فرشتوں ہاروت وماروت پر نازل ہوا تھا تو (وہ بھی) اس میں سے کسی کو نہ سکھاتے تھے حتی کہ کہتے ہم فتنہ ہیں، کفر مت کر! لیکن وہ (یہودی) پھر بھی سیکھتے، تاکہ مرد و عورت میں علیحدگی کرائیں اور وہ کوئی نقصان نہیں کر سکتے تھے الا یہ کہ اللہ کا اذن ہو- اور وہ ان سے (سحر) سیکھتے جو نہ فائدہ دے سکتا تھا نہ نقصان-اور وہ جانتے تھے کہ وہ کیا خرید رہے ہیں، آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہو گا اور بہت برا سودا کیا اگر ان کو پتا ہوتا

سحر کا علم ان کو فرشتوں ہاروت وماروت سے ملا تھا لیکن ان کو پتا تھا کہ یہ فتنہ ہے لیکن اپنی سابقہ حرکتوں کو توجیہ دینے کے لئے انہوں نے تمام علوم کا مخزن چاہے (شرک و سحر ہی کیوں نہ ہو) سانپ کو قرار دیا کیونکہ یہ سب اس شجر علم میں چھپا تھا جو جنت عدن کے بیچوں بیچ تھا

فرشتے بھی سحر سکھاتے ہیں اور شیطان بھی

سابقہ یمنی یہودی کعب الاحبار ایک قصہ سناتے - تفسیر عبد الرزاق المتوفی ۲۱۱ ہجری کی روایت ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ — نا الثَّوْرِيُّ , عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ , عَنْ سَالِمٍ , عَنِ ابْنِ عُمَرَ , عَنْ كَعْبٍ , قَالَ: «ذَكَرَتِ الْمَلَائِكَةُ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ , وَمَا يَأْتُونَ مِنَ الذُّنُوبِ» فَقِيلَ لَهُمْ: «اخْتَارُوا مَلَكَيْنِ , فَاخْتَارُوا هَارُوتَ وَمَارُوتَ» قَالَ: فَقَالَ لَهُمَا: «إِنِّي أُرْسِلُ رُسُلِي إِلَى النَّاسِ , وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمَا رَسُولٌ , انْزِلَا وَلَا تُشْرِكَا بِي شَيْئًا , وَلَا تَزْنِيَا , وَلَا تَسْرِقَا» قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ كَعْبٌ: «فَمَا اسْتَكْمَلَا يَوْمَهُمَا الَّذِي أُنْزِلَا فِيهِ حَتَّى عَمِلَا مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا»

کعب نے کہا: ذکر کیا فرشتوں کا ان کا جو نبی آدم پر نگہبان تھے اور جو ان کے گناہوں کے بارے میں ہے پس ان فرشتوں سے کہا گیا کہ چن لو فرشتوں کو انہوں نے ہاروت و ماروت کو چنا اور ہاروت و ماروت سے کہا میں اپنے سفیر بنی آدم کی طرف بھیج رہا ہوں اور میرے اور تمھارے درمیان کوئی اور نہیں ہو گا بنی آدم پر نازل ہو اور شرک نہ کرنا نہ زنا اور نہ چوری —ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کعب نے کہا انہوں نے وہ کام نہ کیا جس پر نازل کیا گیا تھا یہاں تک کہ حرام کام کیا

اسنادی حیثیت سے قطع نظر ان روایات میں یہود کی کتاب

Book of Enoch

Book of Jubilees

کا قصہ نقل کیا گیا ہے ہبوط شدہ فرشتے

Fallen Angels

یا

Watchers

اپنے ہی ہبوط شدہ فرشتوں میں سے دو کو انسانوں کو سحر سکھانے بھیجتے ہیں - سحر کا وقوع اسی صورت ممکن ہے کہ اس میں شیطان کا عمل دخل ہو اور ذہنی و نظری التباس پیدا ہو - اب اشکال یہود میں یہ پیدا ہوا کہ سحر تو بابل میں فرشتے بھی سیکھا رہے تھے لہٰذا شیطان بھی ایک فرشتہ ہو گا - اس کا ذکر کتاب آیوب میں ہے - اس کی آیت ہے

اللہ نے شیطان سے پوچھا تو کہاں سے آرہا ہے ؟ شیطان نے کہا زمین کی سیر سے ہر کام جو اس میں ہو اس کو دیکھتا ہوں

اس آیت سے بعض یہود ثابت کرتے ہیں کہ شیطان اصل میں ایک فرشتہ ہے جو زمین کی خبر اللہ کو دیتا ہے ۔ یہود کے نزدیک شیطان کا مقصد یہود کی وقتا فوقتا آزمائش ہے لیکن اللہ کی مدد کی وجہ سے اس کا نتیجہ اکثر یہود کے حق میں ہوتا ہے یعنی یہود اللہ کی نگاہ میں سر خرو ہوتے ہیں

خروج مصر کے بعد سانپ سے بنی اسرائیلیوں کا عشق

سانپ سے یہود کی محبت بھی عجیب رہی کتاب گنتی باب ۲۱ کے مطابق اللہ تعالی بنی اسرائیل پر ناراض ہوا جبکہ وہ مصر سے باہر دشت میں تھے

پیتل کا سانپ

4 ہور پہاڑ سے روانہ ہو کر وہ بحرِ قلزم کی طرف چل
دیئے تاکہ ادوم کے ملک میں سے گزرنا نہ پڑے۔ لیکن
چلتے چلتے لوگ بے صبر ہو گئے۔ 5 وہ رب اور موسیٰ کے
خلاف باتیں کرنے لگے، ”آپ ہمیں مصر سے نکال کر
ریگستان میں مرنے کے لئے کیوں لے آئے ہیں؟ یہاں
نہ روٹی دست یاب ہے نہ پانی۔ ہمیں اس گھٹیا قسم کی
خوراک سے گھن آتی ہے۔“
6 تب رب نے اُن کے درمیان زہریلے سانپ بھیج
دیئے جن کے کاٹنے سے بہت سے لوگ مر گئے۔ 7 پھر
لوگ موسیٰ کے پاس آئے۔ اُنہوں نے کہا، ”ہم نے
رب اور آپ کے خلاف باتیں کرتے ہوئے گناہ کیا۔
ہماری سفارش کریں کہ رب ہم سے سانپ دُور کر دے۔“
موسیٰ نے اُن کے لئے دعا کی 8 تو رب نے موسیٰ
سے کہا، ”ایک سانپ بنا کر اُسے کھمبے سے لٹکا دے۔ جو
بھی ڈسا گیا ہو وہ اُسے دیکھ کر بچ جائے گا۔“ 9 چنانچہ
موسیٰ نے پیتل کا ایک سانپ بنایا اور کھمبا کھڑا کر کے
سانپ کو اُس سے لٹکا دیا۔ اور ایسا ہوا کہ جسے بھی ڈسا گیا
تھا وہ پیتل کے سانپ پر نظر کر کے بچ گیا۔

موسی علیہ السلام نے سانپ Nehustan دکھا کر لوگوں کو اللہ کے عذاب سے بچایا- موسی علیہ السلام پر بت بنانے کی یہ تہمت تو لگی ہی سانپ میں کوئی نہ کوئی چکر ضرور ہے یہ بات بھی دماغ میں ڈال دی گئی- اس مورت کی پوجا بھی ہونے لگی- کتاب سلاطین دوم باب ۱۸ میں ہے- شاہ یہودا حزقیاہ بن اخز نے اسی عمل پر بنی اسرائیل کو سزا دی

یہوداہ کا بادشاہ حِزقیاہ

18 اسرائیل کے بادشاہ ہوسیع بن ایلہ کی حکومت کے تیسرے سال میں حِزقیاہ بن آخز یہوداہ کا بادشاہ بنا۔ **2** اُس وقت اُس کی عمر 25 سال تھی، اور وہ یروشلم میں رہ کر 29 سال حکومت کرتا رہا۔ اُس کی ماں ابی بنت زکریاہ تھی۔ **3** اپنے باپ داؤد کی طرح اُس نے ایسا کام کیا جو رب کو پسند تھا۔ **4** اُس نے اونچی جگہوں کے مندروں کو گرا دیا، پتھر کے اُن ستونوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جن کی پوجا کی جاتی تھی اور یسیرت دیوی کے کھمبوں کو کاٹ ڈالا۔ پیتل کا جو سانپ موسیٰ نے بنایا تھا اُسے بھی بادشاہ نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، کیونکہ اسرائیلی اُن ایام تک اُس کے سامنے بخور جلانے آتے تھے۔ (سانپ نحُشتان کہلاتا تھا۔)

اسی سانپ کو عیسی کی تاثر مسیحائی سے بھی ملا دیا گیا اور طب کا نشان سمجھا جاتا ہے- نصرانی کہتے ہیں کہ دشت تیہ میں موسی نے اصل میں جو سانپ دکھایا تھا وہ اصلا عیسیٰ کی شبیہ تھی کہ صلیب پر سانپ تھا اور سانپ علم دیتا ہے تو موسی کا مقصد یہ دماغ میں ڈالنا تھا کہ عیسیٰ آنے والا ہے- راقم کہتا ہے کہ یہود پر یونانی مذھب کا اثر ہوا- اسکلپیؤس ایک یونانی خدا تھا جس کے ہاتھ میں ایک لاٹھی پر سانپ لپٹا ہوا تھا اس کو طب کا خدا سمجھا جاتا تھا- اسی طرح سانپ آپس میں لپٹے ہوں یہ ہندوؤں میں چکرا Chakra کی علامات میں سے ہے- اسی کی شکل کو رومی پوجتے تھے- دو سانپ ایک لاٹھی پر اور آپس میں لپٹے ہوئے یونانی دیوتا ہرمس کا نشان ہے اس کو آج کل لیں دیں یا بزنس کا نشان کہا جاتا ہے جس کو ایک بینک نے بھی پسند کیا

قدیم یہودی فرقے اس کے اقراری تھے کہ شیطان نام کے فرشتہ کا وجود ہے- موجودہ یہود اس کے انکاری ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کوئی نبی تھے یا ان کے قبضے میں شیطان و جنات تھے کیونکہ موجودہ یہود کے نزدیک شیطان ایک فرشتہ ہے، جن نہیں ہے بلکہ وہ جن کے وجود کے ہی انکاری ہیں- اسلام میں داخل ہونے والے یمنی یہودی و فارسی یہودی البتہ اس کا اقرار کرتے تھے کہ جن و شیاطین کا وجود ہے

نصرانییوں میں شیطان کا تصور

نصرانی مذھب میں شیطان کا تصور بہت بڑا ہے- لوگوں کو دنیا میں بادشاہ بنواتا ہے (انجیل لوقا)- انسان میں جانور میں حلول کر جاتا ہے (انجیل متی، لوقا، مرقس)- انجیل یوحنا میں البتہ شیطان کا جسد میں داخل ہونا نہیں بیان کیا گیا— نصرانیوں کے نزدیک شیطان ایک فرشتہ ہے جو جنت کا سانپ تھا- اناجیل اربع اور پاول Paul کی کتب میں شیطان کا تصور موجود ہے اور اس کو ایک طاقت ور کردار دیا گیا ہے- ابلیس یا شیطان جانور و انسان میں حلول کر جاتا ہے صرف انجیل لوقا، متی، مرقس میں ہے جن کو

Synoptic Gospels

بھی کہا جاتا ہے—دوسری طرف انجیل یوحنا میں جن چڑھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے- اس سے ظاہر ہے اناجیل اربعہ کسی ایک فرقے کی تیار کردہ نہیں بلکہ الگ الگ فرقوں کی دستاویزات ہیں

تصویر میں وہ مقامات ہیں جہاں عیسیٰ علیہ السلام نے جن نکالے ہیں—

اہم بات یہ ہے کہ سامرہ شہر میں جن نکالنے کا ایسا کوئی معجزہ نہ ہوا کیونکہ یہود کے نزدیک سامرہ ان کا ایک گمراہ فرقہ ہے –یہ فرقہ دور عیسیٰ میں موجود تھا- مزید یہ کہ سامرہ کا اچھے انداز میں تذکرہ انجیل یوحنا میں کیا گیا ہے –انجیل یوحنا میں عیسیٰ کا کسی بھی جن کو نکالنے کا ذکر نہیں ہے جس کا باقی لوگ دعوی کر رہے تھے - اناجیل کے مصنفین مرقس، لوقا یہ رومی تھے اور Exorcism کرنا رومیوں میں معروف عمل تھا جس میں وہ ناموس بد کو جسم سے نکالتے تھے[3] –

اہل کتاب نصرانیوں میں اس طرح الجھاؤ پیدا ہو گیا کہ ایک طرف تو سانپ توریت کے مطابق علم دے رہا ہے دوسری طرف انجیل میں یہی سانپ، شیطان بن کر لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے ان میں حلول کر رہا ہے

نصرانی پاول نے یہ عقیدہ دیا کہ شجر ممنوعہ کو کھانا ایک ایسا گناہ تھا جو ناقابل معافی تھا لہٰذا اس کو انسانیت پر معاف کرنے خود رب تعالی نے انسانی جسم اختیار کیا اور ایک مخلوق کی صورت حمل مریم میں رہ کر زمین پر آیا- یہ عقیدہ یونانی مذھب سے سرقہ کیا گیا تھا جن میں دیوتا اسی طرح زمین کی عورتوں کو حمل رکھواتے رہتے تھے مثلا ھرکیولس وغیرہ- پاول نے اس فلسفہ کو اوریجنل سن

Original Sin

یا گناہ اصل کا نام دیا-

نصرانیوں کے مطابق، ڈیابلو، عیسیٰ علیہ السلام کے اپس آیا اور ان سے کہا

[3] مزید تفصیل کے لئے دیکھنے راقم کی کتاب

Contending Voices

عیسیٰ کو آزمایا جاتا ہے

4 پھر روح القدس عیسیٰ کو ریگستان میں لے گیا تاکہ
اُسے ابلیس سے آزمایا جائے۔ 2 چالیس دن اور چالیس
رات روزہ رکھنے کے بعد اُسے آخر کار بھوک لگی۔ 3 پھر
آزمانے والا اُس کے پاس آ کر کہنے لگا، ”اگر تُو اللہ کا فرزند
ہے تو اِن پتھروں کو حکم دے کہ روٹی بن جائیں۔“
4 لیکن عیسیٰ نے انکار کر کے کہا، ”ہرگز نہیں، کیونکہ
کلامِ مقدّس میں لکھا ہے کہ انسان کی زندگی صرف روٹی
پر منحصر نہیں ہوتی بلکہ ہر اُس بات پر جو رب کے منہ سے
نکلتی ہے۔“
5 اِس پر ابلیس نے اُسے مقدّس شہر یروشلم لے جا
کر بیت المقدّس کی سب سے اونچی جگہ پر کھڑا کیا اور کہا،
6 ”اگر تُو اللہ کا فرزند ہے تو یہاں سے چھلانگ لگا دے۔
کیونکہ کلامِ مقدّس میں لکھا ہے، ’وہ تیری خاطر اپنے
فرشتوں کو حکم دے گا، اور وہ تجھے اپنے ہاتھوں پر اُٹھا لیں گے
تاکہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس نہ لگے۔‘“
7 لیکن عیسیٰ نے جواب دیا، ”کلامِ مقدّس یہ بھی فرماتا
ہے، ’رب اپنے خدا کو نہ آزمانا۔‘“

اس اقتباس میں بتایا گیا ہے شیطان جو فرشتہ ہے اس کو عیسیٰ کے الوہی ہونے کی خبر تھی کہ یہ ابن اللہ ہے لیکن یہ عیسیٰ کو اپنے باپ کے خلاف کرنا چاہ رہا تھا—اس کو ورغلا رہا تھا—اصل الفاظ میں ابلیس نہیں لکھا ہے بلکہ

διαβολου

لکھا ہے—جو انگریزی میں دیابلو Diabolo ہے- گریک زبان میں اس کا مطلب چغل خور ہے کیونکہ شیطان ان کے نزدیک فرشتہ تھا جو جا جا کر اللہ سے انسانیت کی برائی کرتا تھا

اس طرح اہل کتاب کے متعدد فرقے تھے - ان کے تصورات شیطان پر الگ الگ تھے اور یہ سب قصے ملا جلا کر ایک ساتھ کتب میں بھی لکھ رہے تھے

ڈریگن کی خبر

ڈریگن کہا جاتا ہے کہ ایک تخیلاتی مخلوق ہے جو زمین اور آگ سے نکلی ہے- راقم کہتا ہے اس کی پوجا ایک وقت میں زمین پر بہت کی جاتی تھی اور یہ کچھ اور نہیں اڑنے والا اژدھا یا سانپ ہے کیونکہ ابلیس اڑتا ہے اور اس کو سانپ بھی کہا جاتا ہے- تقریبا ساری دنیا میں اس کو ایک زمانے میں کسی نہ کسی مقام پر پوجا جاتا تھا- کہا جاتا ہے کہ یہ مخلوق معدوم ہے لیکن آج تک ڈراموں اور فلموں میں اس کو مثبت انداز میں دکھایا جاتا ہے- ڈریگن اصل میں ابلیس ہی کی شکل ہے جس کو اس کے شائقین مثبت انداز میں پیش کرتے ہیں[4]

[4] اب اس تصور کا اختتام بہت ممکن ہے ایسے ہو کہ ایک دابّہ الارض زمیں کا جانور نکلے اور شرک کی بجائے الوہیت کا علم دے
وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ

ہندو یوگا میں سانپ کی اہمیت

بابل میں کھدائی میں آثار قدیمہ کو ایک مرتبان ملا ہے جس کو ننگزدہ کہا جاتا ہے–اس پر بھی ایک عصا پر دو سانپ آپس میں پلٹے ہوئے ہیں

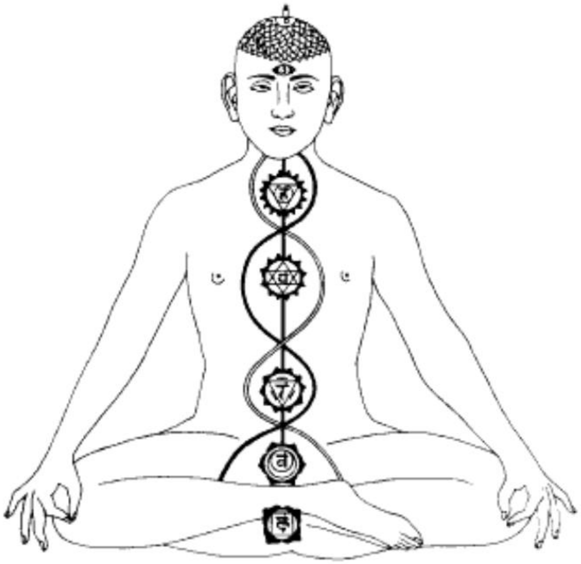

Figure 1. Kundalini yoga illustration. Illustrates stylized intertwined serpent pair (caduceus) with seven points of intersection or contact homologized to upper human body. From E. A. S. Butterworth, *The Tree at the Navel of the Earth* (Berlin: Walter de Gruyter, 1970), pl. XVI.

کنڈلینی یوگا میں سانپ کی کنڈلی سے سات چکرا نکلتے ہیں - Sumerian vase of Ningizda

ہندوؤں میں یوگی دھرم والے کہتے ہیں کہ انسان کے پاس سات مقام جسم میں ایسے ہیں جن سے اس میں قوت داخل ہوتی ہے - (۱) عجب الذنب اس کا پہلا مقام ہے، پھر (۲) عضو تناسل، پھر (۳) ناف، پھر (۴) دل، پھر (۵) حلق، پھر (۷) ماتھا، پھر (۷) دماغ غدہ نخامیہ Pituitary Gland میں ہے -

---

پس جب ان پر ہمارا قول واقع ہو گا ہم ان کے لئے زمین سے جانور نکالیں گے جو کلام کرے گا کہ لوگ ہماری آیات پرایمان نہیں لاتے
شوکانی اور قرطبی ابن عبّاس سے منسوب ایک قول نقل کرتے ہیں کہ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ سے مراد
أنها الثعبان المشرف على جدار الكعبة
ایک مشرف اژدھا ہو گا جو کعبہ کی دیوار سے نکلے گا

افلاطون Plato نے اپنی کتاب ٹائمس Timaeus میں یونانی عقائد کا ذکر کیا کہ روح کی قوت کا مرکز دماغ میں ہے- لیکن یہ قوت انسان کے عضو تناسل سے جڑی ہے- یہ قوت انسان کی ریڑھ کی ہڈی سے منتقل ہوتی ہے اور دماغ تک جاتی ہے-

ہندومت میں شیطان و جنات کا تصور

ہندوؤں میں جنات و شیطان کا کوئی وجود نہیں ہے- ہندوؤں کے مطابق تخلیق کے وقت ان کے رب برہمان کے جسم سے جو مخلوق نکلی اس میں آپس میں پھوٹ پڑ گئی اور ان میں امرت (آب حیات) حاصل کرنے پر رسہ کشی ہوئی جس میں دیوتاوں نے امرت پی

لیا اور وہ زندہ رہ گئے جبکہ ان کے مخالف امرت نہ پی پائے اور وہ اسر Asura کہلائے- یہ اسر زمین پر رہتے تھے اور دیوتا آسمانوں پر- پھر اسر تمام سری لنکا میں جمع ہو گئے جہاں ان کا راجہ راون تھا پھر ایک اوتار رام نے ان اسرون کا قتل کر دیا جو بچ گئے وہ زمین کے تحت الثری میں منتقل ہو گئے اور کرشنا نام کے اوتار نے ان کو وہاں مقید کر دیا-

ہندوؤں میں دوسرا تصور راکشس Rakshas کا ہے- یہ انسانوں کے دشمن ہوتے ہیں دیوتاوؤں کے نہیں-

آثار قدیمہ سے معلوم ہوا ہے کہ بابل میں اسر نام کے ایک دیوتا کی پوجا ہوتی تھی اور ان بابل والوں کا انڈیا میں رہنے والے آرین نسل سے جھگڑا رہتا تھا- بابل والوں اور جنوبی انڈیا والوں (یعنی دریویدی نسل) کی آپس میں تجارت رہتی اور جنوبی انڈیا والے فارغ البال لوگ تھے- لیکن شمال میں آرین کو اس پر حسد تھا لہذا آرین ہندووں نے ان قصوں کو گھڑا کہ جنوب والے اسر کی نسل ہیں جو آسمانی دیوتاوں کے مخالف ہیں

اسر نام کا دیوتا فارس پہنچ گیا جب سائرس نے بابل کو فتح کیا- اس طرح دو تہذیبوں کا تصادم ہوا اور فارسی و ویدانت مذاہب میں ایک ہی نام لیکن الگ الگ رول کے دیو و جن اور دیوتا بننے لگے- ہندو جب اس کے قائل ہوئے کہ اسر زمین کے اندر قید ہیں تو اب ان کے نزدیک ان کے پروہتوں کی پیشنگوئییاں آسمانی دیوتاوں کی مدد ہیں نہ کہ کوئی خراب القا-

باب ۳ : جنات کا ہیت بدلنا

جن کا مطلب وہ مخلوق ہے جو چھپی ہو۔ اگر ہم مان لیں کہ جن نظر آیا تو پردہ غیب شق ہو جاتا ہے۔ لفظ جن اپنا مفہوم ہی کھو دیتا ہے۔ لہذا جن کے جن رہنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ نظر نہ آئے نہ اصلی صورت نہ کسی اور مخلوق کی صورت میں۔ روایات میں جنات کا شکل اختیار کرنے کا ذکر ہے ۔ قرآن کا فیصلہ ہے

إنه يراكم هو وقبيله من حيث لا ترونهم إنا جعلنا الشياطين أولياء للذين لا يؤمنون

بے شک یہ (ابلیس) اور اس کا گروہ تمہیں دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے

اس کے بر عکس ابن تیمیہ فتاوی میں کہتے ہیں

إذْ وُجُودُهُمْ ثَابِتٌ بِطُرُقِ كَثِيرَةٍ غَيْرِ دَلَالَةِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَإِنَّ مِنْ النَّاسِ مَنْ رَآهُمْ وَفِيهِمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَآهُمْ وَثَبَتَ ذَلِكَ عِنْدَهُ بِالْخَبَرِ وَالْيَقِينِ. وَمِنْ النَّاسِ مَنْ كَلَّمَهُمْ وَكَلَّمُوهُ وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَأْمُرُهُمْ وَيَنْهَاهُمْ وَيَتَصَرَّفُ فِيهِمْ: وَهَذَا يَكُونُ لِلصَّالِحِينَ وَغَيْرِ الصَّالِحِينَ

ان (جنات) کا وجود کتاب سنت کے علاوہ بھی بہت سے طرق سے ثابت ہے کیونکہ لوگوں میں سے کچھ نے ان کو دیکھا ہے— کچھ نے کلام کیا ہے

اس کے بر عکس امام الشافعی کا قول ہے

من زعم من أهل العدالة أنّه يرى الـجن ردّت شهادته

جس نے اہل عدالت میں سے یہ دعوی کیا کہ اس نے جن دیکھا تو اس کی شہادت رد کر دو

بحوالہ مناقب امام الشافعی

باقی بعض لوگوں کا انبیاء کے دیکھنے سے دلیل لینا صحیح نہیں کیونکہ ان کو جو دکھایا جاتا ہے وہ ان کے لئے خاص ہے

تین اقسام کے جنات کی خبر

بعض علماء کا دعوی ہے کہ شیاطین اپنی شکل بدل سکتے ہیں –اس حوالے سے ایک روایت پیش کی جاتی ہے

اَلْجِنُّ ثَلَاثَةُاَصْنَافٍ: صِنْفٌ يَطِيْرُفِيْ الْهَوَآءِ وَصِنْفٌ حَيَّاتٌ وَّ كِلَابٌ وَصِنْفٌ يَحُلُّوْنَ وَيَظْعَنُوْنَ۔

جنات تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو ہوا میں اڑتے ہیں ایک وہ ہے جو سانپوں اور کتوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور ایک قسم وہ ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں

(طبرانی، حاکم، بیہقی : باب الاسماء والصفات)

میزان الاعتدال از الذھبی کے مطابق اس کی سند میں معاویۃ بن صالح ہے جس سے امام یحییٰ القطان خوش نہ تھے۔الذھبی کہتے ہیں وكان يحيى القطان يتعنت -ولا يرضاه. وقال أبو حاتم: لا يحتج به اور ابو حاتم اس کو ناقابل دلیل کہتے ہیں

نمازی کے آگے سے گزرنے والا

بعض علماء کا دعوی ہے کہ شیطان انسانی شکل میں آ کر نمازی کے سامنے سے گزرتا ہے۔ ایک اور روایت پیش کی جاتی ہے جو ابن عمر اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے مروی ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، ح قَالَ: وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ **حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ**، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي، فَإِنَّهُ يَسْتُرُهُ إِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّحْلِ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ آخِرَةِ الرَّحْلِ، فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْحِمَارُ، وَالْمَرْأَةُ، وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ» قُلْتُ: يَا أَبَا ذَرٍّ، مَا بَالُ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَحْمَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَصْفَرِ؟ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ: «الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ»

[صحیح مسلم: حدیث نمبر509]

ترجمہ: اگر نمازی کے سامنے اونٹ کے کجاوے کی پچھلی لکڑی کے بقدر اونچا سترہ نہ ہو تو عورت، گدھے اور سیاہ کتے کے سامنے سے گزر جانے پر اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیاہ کتے کو خاص کرنے کی وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَلْكَلْبُ الْاَسْوَدُ شَيْطَانٌ   کالا کتا شیطان ہے

صحیح مسلم: کتاب الصلوۃ، سنن ابی داود: کتاب الصلوہ، سنن الترمذی: کتاب الصید، سنن نسائی: کتاب القبلۃ، سنن ابن ماجۃ: کتاب الاقامۃ، مسند احمد

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ [ص:108]، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح وَحَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ المُغِيرَةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا **حُمَيْدُ بْنُ هِلاَلٍ العَدَوِيُّ**، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ يُصَلِّي إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ، فَأَرَادَ شَابٌّ مِنْ بَنِي أَبِي مُعَيْطٍ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَدَفَعَ أَبُو سَعِيدٍ فِي صَدْرِهِ، فَنَظَرَ الشَّابُّ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاغًا إِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَعَادَ لِيَجْتَازَ، فَدَفَعَهُ أَبُو سَعِيدٍ أَشَدَّ مِنَ الأُولَى، فَنَالَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَى مَرْوَانَ، فَشَكَا إِلَيْهِ مَا لَقِيَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَدَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ خَلْفَهُ عَلَى مَرْوَانَ، فَقَالَ: مَا لَكَ وَلِابْنِ أَخِيكَ يَا أَبَا سَعِيدٍ؟ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ»

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی شخص سترہ کی جانب نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی بندہ تمھارے اور سترہ کے درمیان سے گزرنا چاہے تو تم اس کو روکو، اگر وہ نہ رکے تو اس سے لڑائی کرو کیونکہ وہ شیطان ہے

[بخاری، کتاب الصلاۃ، باب یرد المصلی من مر بین یدیہ، حدیث: ۵۰۹]

صحیحین کی دونوں اسناد میں حمید بن ھلال کا تفرد ہے- کالا کتا شیطان ہے صرف اس کی سند سے آتا ہے- الکامل از ابن عدی میں ہے کہ نا معلوم کیا وجہ رہی ہو گی کہ

حَدَّثَنَا ابن حماد، حَدَّثني صالح بن أحمد، حَدَّثَنا علي، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيى يقول: كان مُحَمد بن سِيرِين لا يرضى حميد بن هلال.

ابن سیرین - حمید بن ھلال سے خوش نہ تھے

بعض کا گمان ہے کہ توقف فيه ابن سيرين لدخوله في عمل السلطان ، ابن سیرین نے اس سے توقف کیا کیونکہ اس نے خلافت بنو امیہ میں دخول کیا

یہ حدیث صحیح مفہوم سے نقل نہیں ہوئی اس کو سن کر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ

لقد رأيت النبي عليه السلام يصلي وإني لبينه وبين القبلة

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ نماز پڑھتے تھے اور میں ان کے اور قبلے کے درمیان ہوتی تھی

ابو الوفا ابن عقیل کتاب الفنون میں اس پر کہتے ہیں

هذا على طريق التشبيه لها بالشياطين، لأن الكلب الأسود أشرّ الكلاب وأقلعها نفعاً، والإبل تشبه الجن في صعوبتها وصولتها، كما يقال: فلان شيطان ؛ إذا كان صعباً شريراً

اس کا مقصد شیاطین سے تشبیہ ہے کہ کالا کتا کتوں میں سب سے برا ہوتا ہے اور اس کا فائدہ کم ہے اور اسی طرح اونٹ کو تشبیہ دی جاتی ہے کہ جن کی طرح مشقت اٹھا سکتا ہے جیسے کہ کوئی کہے یہ تو شیطان ہے

ابن حبان نے صحیح میں لکھا ہے

قوله صلى الله عليه وسلم فإنما هو شيطان أراد به أن معه شيطانا يدله على ذلك الفعل لا أن المرء المسلم يكون شيطانا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ وہ شیطان ہے تو ان کا ارادہ یہ کہنا ہے کہ اس گزرنے والے فعل کو کرنے والے (شخص) کے ساتھ شیطان ہے، نہ کہ یہ کہ ایک مسلم شیطان ہو گیا

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا صَفْوَانُ ، قَالَ : حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ إِلَّا الْحِمَارُ ، وَالْكَافِرُ ، وَالْكَلْبُ ، وَالْمَرْأَةُ " فَقَالَتْ عَائِشَةُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، لَقَدْ قُرِنَّا بِدَوَابِّ سُوءٍ .

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان ا نماز نہ ٹوٹے گی الا یہ کہ گدھا یا کافر یا کتا یا عورت گزر جائے ۔پس عائشہ نے کہا میں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے تو ہمیں بد چوپایوں میں سے کر دیا

نیل الأوطار میں محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ الشوکانی الیمنی المتوفی: 1250ھ-لکھتے ہیں کہ اس روایت کے رجال ثقہ ہیں

وَعَنْ عَائِشَةَ عِنْدَ أَحْمَدَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –: «لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ إلَّا الْحِمَارُ وَالْكَافِرُ وَالْكَلْبُ وَالْمَرْأَةُ، لَقَدْ قُرِنَّا بِدَوَابِّ السُّوءِ» . قَالَ الْعِرَاقِيُّ: وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ

راقم کہتا ہے مسند احمد کی روایت صحیح نہیں ہے-شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں

إسناده ضعيف وفي متنه نكارة، راشد بن سعد – وهو المَقْرَئي الحُبْراني الحمصي – قد عنعن في روايته عن عائشة، وقد قال الحافظ في "التقريب": كثير الإرسال، وذكر الحاكم فيما نقل مغلطاي وابن حجر أن الدارقطني ضعفه

اس کی اسناد ضعیف ہیں اور متن میں نکارت ہے

سند کے رجال ثقہ بھی ہوں تو ان کا ارسال وتدلیس کا معاملہ رہتا ہے

فتح الباری ابن رجب میں ہے

وخرج الإمام أحمد ثنا أبو المغيرة: ثنا صفوان: ثنا راشد بن سعد، عن عائشة، قالت: قال رسول الله – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – ((لا يقطع صلاة المسلم شيء، إلا الحمار والكافر والكلب والمرأة)) . قالت عائشة: يا رسول الله، لقد قرنا بدواب سوء.هذا منقطع؛ راشد لَمْ يسمع من عَائِشَة بغير شك.

ابن رجب نے کہا یہ روایت منقطع ہے اس میں کوئی شک نہیں راشد کا سماع عائشہ سے نہیں ہے

اونٹ کی تخلیق شیاطین سے ہوئی ہے ؟

قرآن میں ہے

أفلا ينظرون إلى الأبل كيف خلقت

کیا یہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کیسے خلق کیا گیا ہے ؟

بعض سلفی علماء (مثلا ابن تیمیہ وغیرہ) نے دعوی کیا کہ اونٹ کی تخلیق شیطان سے ہوئی – اس کی دلیل ان کے نزدیک سنن ابن ماجہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ > صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَلا تُصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الإِبِلِ، فَإِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الشَّيَاطِينِ

عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکریوں کے باڑے میں صلاۃ پڑھو، اور اونٹوں کے باڑہ میں صلاۃ نہ پڑھو، کیوں ان کو شیاطین سے خلق کیا گیا ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُبَارَكُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " صَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَلَا تُصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ، فَإِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الشَّيَاطِينِ

البانی نے اس قول کو اپنی کتب الضعيفة 2209 ، صحيح الجامع الصغير وزياداته میں رد کیا کہ اونٹ کو شیطان سے خلق کیا گیا ہے لیکن سنن ابن ماجہ میں اس حدیث کو صحیح بھی کہہ دیا ہے- شعیب الأرنوؤط نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے –دوسری طرف بعض کا قول ہے کہ جس نے اونٹ ذبح کیا اس نے شیطان جن کا قتل کیا ان لوگوں کے نزدیک اسی وجہ سے اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے–

شرح العمدة از ابن تيمية میں ابن تیمیہ نے اس حدیث پر مجموع الفتاوى (19/ 41)، (21/ 320) میں کہا

وفي رواية له: "لا تصلوا في عطن الإبل فإنها من الجن خلقت إلا ترون عيونها وهيئتها إذا نفرت".

اور ایک اور روایت میں ہے کہ اونٹ کے باڑہ میں نماز نہ پڑھو کیونکہ ان کو جن سے خلق کیا گیا ہے تم ان کی آنکھوں کو نہیں دیکھتے اور ہیت کو جب یہ چلتے ہیں

مذكرة القول الراجح مع الدليل شرح منار السبيل – الصلاة از خالد بن إبراهيم الصقعبي میں وہابی عالم کا کہنا ہے کہ ابن تیمیہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اونٹ کے پاس نماز اس وجہ سے نہیں ہے کیونکہ ان کو جنات سے خلق کیا گیا ہے

والدليل على النهي عن الصلاة في معاطن الإبل حديث جابر بن سمرة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال {صلوا في مرايض الغنم ولا تصلوا في أعطان الإبل (1)} والحكمة من النهي عن ذلك: على الراجح ما ذكره شيخ الإسلام رحمه الله تعالى حيث قال: " وأما أعطان الإبل فقد صرح النبي صلى الله عليه وسلم في توجيه ذلك " بأنها من الشياطين " " وبأنها خلقت من الشياطين

ابن حبان نے کہا

معنى قوله صلى الله عليه وسلم انها خلقت من الشياطين أراد به أن معها الشياطين على سبيل المجاورة والقرب

اونٹوں کا باڑہ اس ممانعت کی وجہ ہے کہ ان کی تخلیق شیاطین سے ہوئی ہے… نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا معنی ہے کہ ان کے ساتھ شیاطین ہوتے ہیں یہ تمثیلی وقرب کی بات ہے

ابن حبان کہتے ہیں

قال أبو حاتم قوله صلى الله عليه وسلم فإنها خلقت من الشياطين أراد به أن معها الشياطين وهكذا قوله صلى الله عليه وسلم فليدرأه ما استطاع فإن أبى فليقاتله فإنه شيطان ثم قال في خبر صدقة بن يسار عن بن عمر فليقاتله فإن معه القرين ذكر البيان بأن قوله صلى الله عليه وسلم فإنها خلقت من الشياطين لفظة أطلقها على المجاورة لا على الحقيقة

ابو حاتم ابن حبان نے کہا : نبی علیہ السلام کا قول کہ ان کو شیاطین سے خلق کیا گیا ہے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اردہ ہے کہ ان کے ساتھ شیاطین ہوتے ہیں - اور یہ نبی کا قول تھا کہ حسب استطاعت اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے پھر ایک سچی خبر صدقة بن يسار عن بن عمر کی سند سے ہے پس اس سے لڑو کہ اس کے ساتھ قرین ہے –اس سے ذکر کیا کہ قول نبوی کہ ان کو الشیاطین سے خلق کیا گیا ہے اس کا اطلاق مجاز پر ہے حقیقت نہیں ہے

شرح الممتع على زاد المستقنع از محمد بن صالح بن محمد العثيمين (المتوفى: 1421هـ) میں ہے

وقيل: إنها خُلِقت من الشَّياطين (855) كما ورد بذلك الحديث (4). وليس المعنى أنَّ أصل مادَّتها ذلك، ولكن المعنى أنها خُلِقت من الشَّيطنة

اور کہا جاتا ہے کہ ان کو شیاطین سے خلق کیا گیا ہے جیسا حدیث میں ہے تو س کا معنی یہ نہیں ہے وہ ان کا مادہ ہے بلکہ معنی ہے ان کو شرارت و شریر پر بنایا گیا ہے

ہر سواری والے جانور پر شیطان ہوتا ہے

صحیح ابن خزیمہ ، مستدرک حاکم میں ہے

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِي لَاسٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ حَمَلَنَا رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – عَلَى إِبِلٍ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ ضِعَافٍ لِلْحَجِّ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا نَرَى أَنْ تَحْمِلَنَا هَذِهِ. فَقَالَ: "مَا مِنْ بَعِيرٍ إِلَّا عَلَى ذُرْوَتِهِ شَيْطَانٌ. فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِذَا رَكِبْتُمُوهَا كَمَا أَمَرَكُمْ، ثُمَّ امْتَهِنُوهَا لِأَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّمَا يَحْمِلُ اللَّهُ".

أَبِي لَاسٍ الْخُزَاعِيِّ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم کمزور لوگ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حج کے لیے صدقہ کے اونٹوں پر سوار کیا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ! آپ کا کیا خیال ہے، کیا آپ ہم کو اس (کوہان)] پر سوار کر سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر اونٹ کی کوہان پر شیطان ہوتا ہے، سو جب تم ان پر سوار ہونے لگو تو اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو، جیسا کہ اس نے تم کو حکم دیا ہے، پھر ان کو اپنے لیے استعمال کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی سواریاں عطا کرتا ہے۔

اس کی سند میں عمر بن الحکم بن ثوبان ہے –اس پر امام بخاری کی جرح ذاهب الحديث ہے- عقیلی نے اس کا ذکر **الضعفاء الكبير** میں کیا ہے لیکن البانی نے اس روایت کو الصحیحہ میں درج کیا ہے

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: " إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ، فَيَأْتِي الْقَوْمَ، فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكَذِبِ، فَيَتَفَرَّقُونَ، فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ: سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرِفُ وَجْهَهُ، وَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ شیطان کسی آدمی کی شکل اختیار کرتا ہے، پھر لوگوں کے پاس آتا ہے اور انہیں جھوٹ (پر مبنی) کوئی حدیث سناتا ہے، پھر وہ بکھر جاتے ہیں، ان میں سے کوئی آدمی کہتا ہے: میں نے ایک آدمی سے (حدیث) سنی ہے، میں اس کا چہرہ تو پہنچانتا ہوں پر اس کا نام نہیں جانتا، وہ حدیث سنا رہا تھا۔

میزان الاعتدال از الذھبی میں ہے

.عامر بن عبدة [م، ق] البجلي. عداده في التابعين. فيه جهالة. له عن ابن مسعود. تفرد عنه المسيب بن رافع

سند میں عامر بن عبدۃ مجہول ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدٍ يَعْنِي الْخَطَّابِيَّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا خَرَجَ فَتَبِعَهُ رَجُلَانِ، وَرَجُلٌ يَتْلُوهُمَا، يَقُولُ: ارْجِعَا، قَالَ: فَرَجَعَا، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: إِنَّ هَذَيْنِ شَيْطَانَانِ، وَإِنِّي لَمْ أَزَلْ بِهِمَا حَتَّى رَدَدْتُهُمَا، فَإِذَا أَتَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَعْلِمْهُ أَنَّا فِي جَمْعِ صَدَقَاتِنَا، وَلَوْ كَانَتْ تَصْلُحُ لَهُ، لَأَرْسَلْنَا بِهَا إِلَيْهِ، قَالَ: " فَنَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عِنْدَ ذَلِكَ عَنِ الْخَلْوَةِ

اخرجہ الحاکم (102/2) والبیہقی فی "الدلائل" (2/229/2/2) وکذا البزار فی "مسندہ" (رقم 2022 – کشف الأستار) من طریقین عن عبیداللہ بن عمرو الرقی عن عبد الکریم عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی خیبر سے نکلا، دو آدمی اس کے پیچھے چل پڑے اور ایک ان دونوں کے پیچھے۔ (آخری آدمی) ان دو سے کہتا رہا: لوٹ آؤ، لوٹ آؤ۔ (یہاں تک کہ) انہیں لوٹا دیا، پھر وہ پہلے آدمی کو جا ملا اور اسے کہا: یہ دو شیطان تھے، میں ان کو پھسلاتا رہا، حتیٰ کہ ان کو واپس کر دیا۔ جب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچے تو آپ کو میرا اسلام دینا اور بتلانا کہ میں ادھر زکوۃ جمع کر رہا ہوں، اگر وہ آپ کے لیے مناسب ہوں تو ہم بھیج دیں گے۔ جب وہ آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو سارا واقعہ بیان کیا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلوت سے منع کر دیا۔

اس کی سند میں عبد الکریم بن مالک الجزری. جس کی توثیق کرنے میں ابن حبان کو تردد تھا- الذھبی کہتے ہیں ابن حبان نے اس سے دلیل لینے میں توقف کیا ہے توقف فی الاحتجاج بہ ابن حبان - دوسری طرف عالم یہ ہے کہ ابن حبان مجہول تک کو ثقہ کہتے ہیں ، معلوم ہوا یہ راوی سخت ضعیف ہے- قال إبو إحمد الحاکم: لیس بالحافظ عندہم- وفی "کتاب الساجی" عن یحییٰ بن معین: ضعیف

ایک اثر نقل کیا جاتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ میں کہا

وَعَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ – رضي الله عنه – قَالَ: كَانَ عُمَرُ – رضي الله عنه – يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَصْلِحُوا عَلَيْكُمْ مَثَاوِيكُمْ (1) وَأَخِيفُوا هَذِهِ الْجِنَّانَ (2) قَبْلَ أَنْ تُخِيفَكُمْ، فَإِنَّهُ لَنْ يَبْدُوَ لَكُمْ مُسْلِمُوهَا، وَإِنَّا وَاللهِ مَا سَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ عَادَيْنَاهُنَّ – صَحِيح الْأَدَبِ الْمُفْرَد

اس کی سند میں زَیدِ بْنِ إِسْلَمَ، ہے جو اپنے باپ سے منکرات نقل کرتا ہے

جنگ بدر پر شیطان کا کلام

سیرت اور کتب تفسیر میں ایک روایت ہے کہ غزوۂ بدر کے موقعہ پر شیطان ایک عرب سردار سراقة بن مالک کی شکل میں مشرکینِ مکہ کے پاس آیا اس کو سورہ انفعال کی آیت کے سلسلے میں پیش کیا جاتا ہے

اور یاد کرو جب شیطان نے ان (مشرکین مکہ) کے لئے ان کے (برے) اعمال کو خوبصورت بنا کر پیش کیا اور کہا: آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور یہ کہ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔(الانفال: ۴۸)۔

اور دوسری آیات ہیں

جب دونوں فوجیں آمنے سامنے صف آراء ہوئیں تو وہ (شیطان) الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوا اور کہنے لگا میرا تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہیں، میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے اور میں اللہ سے ڈر رہا ہوں۔

شیطان انسان کو اکساہٹ اور وسوسہ سے گمراہ کرتا ہے- لیکن سندا یہ قصہ ثابت نہیں ہے

تفسیر طبری میں اسکی سند ہے

حدثني المثنى قال، حدثنا عبد الله بن صالح قال، حدثني معاوية، عن علي بن أبي طلحة، عن ابن عباس

جبکہ علی بن ابی طلحہ کا ابن عباس سے سماع ثابت نہیں دیکھئے جامع التحصیل اور میزان الاعتدال- کتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل از العلائي (المتوفى: 761هـ) کے مطابق

علي بن أبي طلحة قال دحيم لم يسمع التفسير من بن عباس وقال أبو حاتم علي بن أبي طلحة عن بن عباس مرسل

علی بن ابی طلحہ — دحیم کہتے ہیں اس نے ابن عباس سے تفسیر نہیں سنی اور ابو حاتم کہتے ہیں علی بن ابی طلحہ ابن عبّاس سے مرسل ہے

معلوم ہوا روایت ضعیف ہے

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر اکسانے کے لئے شیطان فَلَمَّا دَخَلُوا الدَّارَ اعْتَرَضَهُمُ الشَّيْطَانُ فِي صُورَةِ رَجُلٍ جَمِيلٍ ایک خوبصورت مرد کی صورت بن کر آیا بعض نے لکھا ہے نجدی شیخ کی صورت آیا اس کو البیہقی نے سند آ دلائل النبوہ میں نقل کیا ہے جہاں اس کی سند ہے

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ

کتاب جامع التحصیل فی إحکام المراسیل از العلائی (المتوفی: 761ھ) کے مطابق

عبد الله بن أبي نجيح يسار المكي ذكره بن المديني فيمن لم يلق أحدا من الصحابة رضي الله عنهم وقال إبراهيم بن الجنيد قلت ليحيى بن معين أن يحيى بن سعيد يعني القطان يزعم أن بن أبي نجيح لم يسمع التفسير من مجاهد

عبد اللہ بن إبی نجیح یسار المکی علی بن المدینی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہم سے ملاقات نہیں ہوئی اور إبراہیم بن الجنید کہتے ہیں .. میں نے یحیٰی بن معین سے کہا کہ یحیٰی بن سعید یعنی القطان دعوی کرتے تھے ابن إبی نجیح نے مجاہد سے تفسیر نہیں سنی

یہ بھی ضعیف ہے

الغرض شیطان یا جنات کا کسی مرئی صورت میں آنا صحیح ثابت نہیں ہے

صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو ایک کاہن نے بتایا کہ اس پر جنیہ آئی اور وہ بہت گھبرائی ہوئی تھی لیکن اس روایت میں یہ نہیں کہ کاہن نے اس کو دیکھا بھی تھا بلکہ آواز سے بھی گھبراہٹ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے

صحیح بخاری (3047) روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ ---جب احد کا دن تھا تو مشرکوں کو شکست ہوگئ تو شیطان نے اونچی آواز سے پکارا اے اللہ کے بندو تمہاری پچھلی جانب اور انکے اگلے حصے والے پلٹے وہ اور انکے پچھلی جانب والے لڑنا شروع ہوگئے تو حذیفہ نے دیکھا کہ انکا باپ یمان نو غے میں آچکا ہے تو کہنے لگے اللہ کے بندو میرا باپ میرا باپ تو اللہ کی قسم وہ مارنے سے نہ رکے حتی کہ قتل کر دیا تو حذیفہ کہنے لگے اللہ تمہیں معاف فرمائے۔ عروہ کہتے ہیں کہ آخر تک حذیفہ میں اس فعل سے خیر باقی رہی حتی کہ وہ اس دنیا سے چلے گئے۔

شیطان کا پکارنا اس حدیث سے معلوم ہوا- البتہ اس میں شیطان کے انسانی شکل میں ظهور پر کوئی دلیل نہیں ہے

جنات کا دینی تعلیم دینا

إبو إسحاق الحويني جو مصری سلفی عالم ہیں ان سے سوال ہوا

هل يمكن للجان أن يسرق الأموال من المنزل وغيره

کیا جنات کے لئے ممکن ہے کہ اموال چوری کریں ؟تو جواب ہاں میں دیا

الفتاوى الفقهية الكبرى میں أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي السعدي الأنصاري، شهاب الدين شيخ الإسلام، أبو العباس (المتوفى: 974هـ) کہتے ہیں

ذَكَرَ الْحَكِيمُ التِّرْمِذِيُّ فِي كِتَابِ الْعِلَلِ أَنَّ الشَّيْطَانَ حِين خَرَجَ مِنْ السَّفِينَةِ سَرَقَ مَعَهُ شَجَرَةَ الْكَرْمِ فَزَرَعَهَا

حکیم ترمذی نے کتاب العلل میں ذکر کیا ہے کہ شیطان جب کشتی (نوح) سے نکلا تو اس نے انگور کا درخت چوری کر لیا اس کو کاشت کیا

وہابی محمد بن صالح المنجد کہتے ہیں کہ جنات، مومنوں کے درس میں شریک ہوتے ہیں

حاصل کلام یہ ہے کہ مومن جنوں کا مومن (انسانوں) کے ساتھ تعاون ہوتا ہے اگرچہ انہیں اس کا علم نہ ہو سکے اور وہ ان کے لیے بھلائی پسند کرتے ہیں اور اسی طرح مومن انسان مومن جنوں کے لیے ہر بھلائی پسند کرتے اور اللہ تعالی سے ان کے لیے بھلائی طلب کرتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ وہ دروس میں حاضر اور قرآن سننا اور علم کو پسند کرتے ہیں تو جنوں میں سے مومن بعض اوقات بعض ممالک میں انسانوں کے درس میں حاضر ہو کر انسانوں کے درس سے مستفید ہوتے ہیں یہ سب کچھ ہوتا رہتا ہے اور اس کا علم بھی ہے۔- بہت سے ایسے اہل علم نے اس کی صراحت بھی کی ہے جن سے جنوں نے رابطہ کیا اور بعض علمی مسائل بھی پوچھے ہیں اور انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ دروس میں حاضر ہوتے ہیں تو یہ سب معاملہ معروف معلوم ہے اور اللہ تعالی ہی مدد کرنے والا ہے۔

صحیح بخاری کی باب کی ایک روایت ہے جس سے لوگوں نے دلیل لی ہے کہ شیطان انسان کی شکل اختیار کر لیتا ہے-

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الهَيْثَمِ أَبُو عَمْرٍو، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: وَكَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ، وَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، قَالَ: فَخَلَّيْتُ عَنْهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ البَارِحَةَ»، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً، وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: «أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ، وَسَيَعُودُ»، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ، لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ سَيَعُودُ، فَرَصَدْتُهُ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ، لاَ أَعُودُ، فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيدَةً، وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: «أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ»، فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ، وَهَذَا آخِرُ ثَلاَثِ مَرَّاتٍ، أَنَّكَ تَزْعُمُ لاَ تَعُودُ، ثُمَّ تَعُودُ قَالَ: دَعْنِي أُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا، قُلْتُ: مَا هُوَ؟ قَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ، فَاقْرَأْ آيَةَ الكُرْسِيِّ: {اللَّهُ لاَ إِلَهَ إِلَّا هُوَ الحَيُّ القَيُّومُ} [البقرة: 255]، حَتَّى تَخْتِمَ الآيَةَ، فَإِنَّكَ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ، وَلاَ يَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ البَارِحَةَ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهَا، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، قَالَ: «مَا هِيَ»، قُلْتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الآيَةَ: {اللَّهُ لاَ إِلَهَ إِلَّا هُوَ الحَيُّ القَيُّومُ} [البقرة: 255]، وَقَالَ لِي: لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ، وَلاَ يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ – وَكَانُوا أَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الخَيْرِ – فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلاَثِ لَيَالٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ»، قَالَ: لاَ، قَالَ: «ذَاكَ شَيْطَانٌ»

مبشر حسین لاہوری کتاب انسان اور شیطان میں لکھتے ہیں

(٤) : اسی طرح حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا ایک معروف واقعہ ہے کہ وہ صدقہ کی کھجوروں کی حفاظت پر مامور تھے کہ شیطان ایک آدمی کی شکل میں آ کر چوری کرنے لگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے اسے پکڑ لیا اور اس کی منت سماجت کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا۔ تین دن مسلسل ایسا ہوتا رہا کہ وہ شیطان انسانی روپ میں آتا مگر ابو ہریرہؓ اسے ہر مرتبہ پکڑ لیتے۔ پھر تیسرے دن اس نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسا وظیفہ بتاتا ہوں کہ اگر تم سوتے وقت اسے پڑھ لو تو صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ تمہارے لیے مقرر کر دیا جائے گا پھر اس نے کہا تم آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو حضرت ابو ہریرہؓ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا...... خود تو جھوٹا تھا مگر تمہیں سچی بات بتا گیا ہے۔(٢)

١) [صحیح مسلم: کتاب السلام ...... (ح ٢٢٣٦-١٣٩)]

٢) [صحیح بخاری : کتاب الفضائل القرآن : باب فضل سورة البقرة(ح٥٠١٠)]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان اور شیطان 73

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ شیاطین/جنات اپنی شکلیں تبدیل کر سکتے ہیں لیکن یہ شکلوں کی تبدیلی کیسے اور کیونکر ہوتی ہے اس کی کنہ و حقیقت اور حالت و کیفیت ہم نہیں جانتے۔

راقم کہتا ہے اس روایت کی سند میں بصریوں کا تفرد ہے

عُثْمَانُ بْنُ الهَيْثَمِ أَبُو عَمْرٍو، حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اور اس میں عُثْمَانُ بْنُ الهَيْثَمِ أَبُو عَمْرٍو کا تفرد ہے جو بصری ہے-آیت الکرسی کی فضیلت کے حوالے سے حدیث بیان کرنے میں اس کا تفرد ہے اور اس کا متن منکر ہے

قال الساجي: صدوق، ذكر عند أحمد بن حنبل، فأومأ إلى أنه ليس بثبت، وهو من الأصاغر الذين حدثوا عن ابن جريج وعوف، ولم يحدث عنه. «تهذيب التهذيب» 7/ (312) .

الساجی نے کہا .. میں نے امام احمد سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے اس کو غیر مضبوط قرار دیا اور کہا یہ الأصاغر میں سے ہے جو عوف سے روایت کرتا ہے

دارقطنی نے اس کو کثیر الخطا قرار دیا ہے اور بندار اس کی حدیث نہیں لکھتے تھے - الكواكب النيرات في معرفة من الرواة الثقات از ابن الكيال (المتوفى: 929ھ) کے مطابق آخری عمر میں یہ مختلط بھی تھا

قال أبو حاتم: صدوق غير انه بأخرة كان يتلقن ما يلقن

ابو حاتم نے کہا صدوق ہے لیکن آخر میں جو بھی ملتا اس کو بیان کر دیتا

اسی طرح الاغتباط بمن رمي من الرواة بالاختلاط از المؤلف: برهان الدين الحلبي أبو الوفا (المتوفى: 841هـ) میں بھی اس کو مختلط لکھا گیا ہے

مزید یہ کہ اس کی سند میں عوف بن أبي جميلة بھی ہے جو بصری ہے لیکن

قال بندار كان قدريا رافضيا شيطانا

بندار کہتے قدری رافضی شیطان ہے

محمد بن بشار بن عثمان أبو بكر العبدي البصري بندار المتوفى ٢٥٢ ھ کے نزدیک اس کی سند میں دونوں بصری متروک ہیں –بندار خود بھی بصری ہیں اور اہل شہر بصرہ کی اس منفرد روایت کو رد کرتے تھے

قابل غور ہے کہ امام بخاری نے حدثنا یا اخبر نا سے یہ روایت نہیں لی بلکہ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الهَيْثَمِ أَبُو عَمْرٍو سے لی ہے اور محدثین کا کہنا یہ اس وجہ سے ہے جب ان کو سند پر کچھ احتمال ہو تو ایسا کرتے ہیں –راقم کے نزدیک یہ مذاکرے کی بات ہے اس لئے قال لنا ہے اور ممکن ہے امام بخاری نے شاگرد کو سنائی ہو اور صحیح الجامع کے متن میں سے ہے یہ امام کی مراد نہ ہو – صحیح میں ایک روایت پر امام بخاری نے کہا وقال لی علی بن عبد اللّٰہ – جب امام بخاری و قال لنا یا قال لی کہتے ہیں تو اس کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے
منذری کا کہنا ہے

فقال: وقال لي علي بن عبد الله –يعني ابن المديني – فذكره – وهذه عادته فيما لم يكن على شرطه،

امام بخاری نے کہا ہے: مجھ سے کہا امام علی یعنی ابن المدینی نے اور ذکر کیا اور یہ ان کی عادت ہے کہ جب روایت ان کی شرط پر نہیں ہوتی

یعنی یہ آیت الکرسی والی روایت جامع الصحیح کی وہ روایت نہیں جو امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے –البتہ لوگوں نے اس کو ایسی صحیح سمجھ لیا ہے کہ گویا اس میں سب ثابت ہے

صحیح مسلم کے مقدمہ میں ہے

حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبَدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيثِ مِنْ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُونَ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ

ترجمہ : ابو سعید اشج، وکیع، اعمش، مسیب بن رافع، عامر بن عبدہ، حضرت عبداللہ بن مسعود بیان فرماتے ہیں کہ شیطان انسانی شکل وصورت میں قوم کے پاس آکر ان سے کوئی جھوٹی بات کہہ دیتا ہے لوگ منتشر ہوتے ہیں ان میں سے ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے ایسے آدمی سے سنا یہ بات سنی ہے جس کی شکل سے واقف ہوں لیکن اس کا نام نہیں جانتا۔

عامر بن عبدہ کے بارے میں الذھبی کا کہنا ہے فیہ جہالۃ یہ مجہول ہے

شیطان کا عورت کی شکل لینا

صحیح مسلم کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى امْرَأَةً، فَأَتَى امْرَأَتَهُ زَيْنَبَ، وَهِيَ تَمْعَسُ مَنِيئَةً لَهَا، فَقَضَى حَاجَتَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: «إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ، وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ، فَإِذَا أَبْصَرَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ، فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ»،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت شیطان کی صورت میں آتی جاتی ہے، جب تم میں سے کوئی ایک کسی عورت کو دیکھے تو وہ اپنے اہل کو آئے۔ یہ عمل اس کے دل میں داخل شدہ خیالات کو ختم کردے گا۔

[صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب ندب من رائی امراۃ فوقعت فی نفسہ إن یأتی اھلہ، حدیث : ۱۴۰۳]

یہ روایت صحیح نہیں ہے یہ ابوزبیر مدلس کی سند سے ہے اور محدثین کہتے ہیں کہ ان کی لیث بن سعد کی سند سے ہی روایت لی جائے امام مسلم نے اس اصول کو نہیں مانا جس کی وجہ سے صحیح مسلم میں اس قسم کی بعض عجوبہ روایات ہیں

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنِ الطُّفَاوِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَحَدُكُمْ يُخْبِرُ بِمَا صَنَعَ بِأَهْلِهِ؟ وَعَسَى إِحْدَاكُنَّ أَنْ تُخْبِرَ بِمَا صَنَعَ بِهَا زَوْجُهَا» فَقَامَتِ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُمْ لَيَفْعَلُونَ، وَإِنَّهُنَّ

لَيَفْعَلْنَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَثَلِ ذَلِكَ؟ مَثَلُ ذَلِكَ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ لَقِيَ شَيْطَانَةً، فَوَقَعَ عَلَيْهَا فِي الطَّرِيقِ، وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا، وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ

رسول اللّٰہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: "شاید کہ تم میں سے کوئی ایک اس کو لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہو جو اس نے اپنی بیوی کے ساتھ کیا ہوتا ہے اور شاید کہ تم (عورتوں) میں سے کوئی ایک بھی ایسا کرتی ہے۔ تو ایک سیاہ رنگ کی عورت کھڑی ہوئی اور کہنے لگی: "اے اللہ کے رسول مرد بھی اور عورتیں بھی ایسا کرتی ہیں۔" تو رسول اللہ نے فرمایا: "ان کی مثال اس شیطان کی طرح ہے جو شیطانہ سے راستہ میں اپنی حاجت کو پورا کرے اور لوگ دیکھ رہے ہوں۔

الطُّفَاوِيّ صحابی ہیں یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ المنذر بن مالک ابو نضرة العبدی کا سماع بھی تمام اصحاب رسول سے نہیں جن سے یہ روایت کرتے ہیں لہذا یہ تدلیس کرتے ہیں الجریری آخری عمر میں اختلاط کا شکار تھے ان علتوں کی بنا پر یہ روایت صحیح نہیں ہے

مسند احمد میں اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ السَّرَّاجُ، قَالَ: سَمِعْتُ شَهْرًا، يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ، أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ قُعُودٌ عِنْدَهُ فَقَالَ: " لَعَلَّ رَجُلًا يَقُولُ: مَا يَفْعَلُ بِأَهْلِهِ، وَلَعَلَّ امْرَأَةً تُخْبِرُ بِمَا فَعَلَتْ مَعَ زَوْجِهَا فَأَرَمَّ الْقَوْمُ " فَقُلْتُ: إِي وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُنَّ لَيَقُلْنَ وَإِنَّهُمْ لَيَفْعَلُونَ قَالَ: " فَلَا تَفْعَلُوا فَإِنَّمَا مِثْلُ ذَلِكَ مِثْلُ الشَّيْطَانِ لَقِيَ شَيْطَانَةً فِي طَرِيقٍ فَغَشِيَهَا وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ

شعيب الأرنؤوط – عادل مرشد، وآخرون کہتے ہیں سند ضعیف ہے

شاعروں میں شیطان کا آنا

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ يُحَنِّسَ، مَوْلَى مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ إِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خُذُوا الشَّيْطَانَ، أَوْ أَمْسِكُوا الشَّيْطَانَ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا

يزيد بن عبد الله بن أسامة بن الهاد الليثي نے يُحَنس بن أبي موسى سے روایت کیا انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول الہ ﷺ کے ساتھ "عرج" نامی جگہ سے گزر رہے تھے کہ اچانک ایک شاعر سامنے آیا۔ وہ شعر گوئی کر رہا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان کو پکڑ یا اس شیطان کو روکو، تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے پیٹ کو پیپ کے ساتھ بھر لے جو اس کی آنتوں کو کاٹ کے رکھ دے، یہ اس کے لیے اشعار یاد کرنے سے بہتر ہے۔

[مسلم، کتاب الشعر، باب، حدیث: ۲۲۵۹]

اس روایت میں بھی شیطان کا لفظ مجاز پر ہے نہ کہ حقیقی۔ نووی کا شرح میں کہنا ہے

وَتَعَلَّقَ بِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا الشَّيْطَانَ وَقَالَ الْعُلَمَاءُ كَافَّةً هُوَ مُبَاحٌ مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ فُحْشٌ وَنَحْوُهُ

اس کا تعلق فحش کلام سے ہے

كشف المشكل من حديث الصحيحين از ابن جوزی میں ہے

وَهَذَا الحَدِيث يُوهم أَن من أنْشد الشّعْر فَهُوَ شَيْطَان، وَلَيْسَ كَذَلِك؛ فقد تمثل رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بالشعر، وسَمعه من جمَاعَة، وتمثل بِهِ الصَّحَابَة

اور اس حدیث پر بعض کو وہم ہوا کہ شاعری کرنے والا شیطان تھا، جبکہ ایسا نہیں ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شعر کہا ہے اور اس کو جماعت نے سنا ہے اور اصحاب رسول نے بھی شعر کہا ہے

کبوتری میں شیطان کا آنا

سنن ابو داود اور صحیح ابن حبان کی ایک روایت میں کبوتر سے کھیلنے پر شیطان کہا گیا ہے

حدَّثنا موسى بنُ إسماعيل، حدَّثنا حماد، عن محمَّد بن عمرو، عن أبي سلمة عن أبي هريرة، أن رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم- رأى رجلاً يَتبَعُ حمامةً، فقال: "شيطان يَتبَعُ شيطانةً"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کبوتری کے پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: شیطان (آدمی)، شیطانہ (یعنی کبوتری) کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔

[ابو داؤد، کتاب الأدب، باب فی اللعب بالحمام، حدیث: ۴۹۴۰]

اس کی سند میں محمّد بن عمرو ابن علقمة بن وقاص ہے جو حسن الحدیث ہے اس کی روایت اگر منفرد ہو تو رد کی جائے گی۔ کسی پاک جانور کو شیطان کہنا منکر روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چیزوں کا عیب دار نام رکھنے سے منع کیا ہے لہذا یہ کبوتری والی روایت منکر ہے

ابن حبان صحیح میں کہتے ہیں

وَإِطْلَاقُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَ الشَّيْطَانِ عَلَى الْحَمَامَةِ لِلْمُجَاوَرَةِ، وَلِأَنَّ الْفِعْلَ مِنَ الْعَاصِي بِلَعِبِهَا تَعَدَّاهُ إِلَيْهَا

اور کبوتری پر شیطان کا نام کا اطلاق قربت کے طور ہے کہ اس سے بہت کھیلنے والا فعلاً گناہ گار ہے

الذھبی کتاب سیر الاعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۴۱ میں مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ کی سند سے ایک روایت نقل کرتے ہیں اور لکھتے ہیں

فِي إِسْنَادِهِ مُحَمَّدٌ لَا يُحْتَجُّ بِهِ وَفِي بَعْضِهِ نَكَارَةٌ بَيِّنَةٌ

اس کی سند میں محمد ہے جو نہ قابل احتجاج اور اس میں بعض جگہ واضح نکارت ہے

صحیح بخاری - بَابُ الأَسِيرِ أَوِ الغَرِيمِ يُرْبَطُ فِي الْمَسْجِدِ باب: قیدی یا قرض دار جسے مسجد میں باندھ دیا گیا ہو

حدیث نمبر: 461 میں ہے

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ، فَأَمْكَنَنِي اللَّهُ مِنْهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ، فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ: رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي، قَالَ: رَوْحٌ فَرَدَّهُ خَاسِئًا".

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے روح بن عبادہ اور محمد بن جعفر نے شعبہ کے واسطہ سے بیان کیا، انہوں نے محمد بن زیاد سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گذشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا۔ یا اسی طرح کی کوئی بات آپ نے فرمائی، وہ میری نماز میں خلل ڈالنا چاہتا تھا۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا اور میں نے سوچا کہ مسجد کے کسی ستون کے ساتھ اسے باندھ دوں تاکہ صبح کو تم سب بھی اسے دیکھو۔ پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کی یہ دعا یاد آ گئی (جو سورۃ ص میں ہے) اے میرے رب! مجھے ایسا ملک عطا کرنا جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو۔ راوی حدیث روح نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شیطان کو ذلیل کر کے دھتکار دیا۔

یہ روایت صحیح ہے اور اس میں اس کی کوئی دلیل نہیں کہ یہ جن انسانی شکل میں تھا

باب ٤ : جنات کا انسان کو قتل کرنا

اس کی دلیل مصنف عبد الرزاق میں ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَبُولُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: '' إِنِّي لَأَجِدُ فِي ظَهْرِي شَيْئًا فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَاتَ، فَنَاحَتْهُ الْجِنُّ فَقَالُوا:

[البحر السريع] قَتَلْنَا سَيِّدَ الْخَزْرَجِ ... سَعْدَ بْنَ عُبَادَةْ

وَرَمَيْنَاهُ بِسَهْمَيْنِ ... فَلَمْ نُخْطِئْ فُؤَادَهُ ''

قتادہ بصری نے کہا سعد پیشاب کرنے گئے پھر لوٹے تو کہا میں اپنی پیٹھ میں کچھ پاتا ہوں پھر پنپ نہ سکے اور مر گئے پس جنات نے پکارا

ہم نے خزرج کے سردار کا قتل کیا —— سعد بن عبادہ کا

اس کو دو تیر مارے —— جنہوں نے اس کے دل تک پہنچنے میں غلطی نہیں کی

راقم کہتا ہے سند میں انقطاع ہے۔ کتاب العظمة از ابو محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأنصاری المعروف بأبِی الشيخ الأصبهانی (المتوفى: 369ھ) میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ [ص:1673] السِّيرِينِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، «أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَخَرَّ مَيِّتًا» فَقَالَتِ الْجِنُّ:

نَحْنُ قَتَلْنَا سَيِّدَ الْخَزْرَجِ ... سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ

''رَمَيْنَاهُ بِسَهْمَيْنِ ... فَلَمْ نُخْطِ فُؤَادَهُ

مسند الحارث میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، ثنا ابْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: بَيْنَمَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ '' قَائِمًا يَبُولُ اتَّكَأَ فَمَاتَ، قَتَلَتْهُ الْجِنُّ فَقَالُوا:

[البحر السريع] نَحْنُ قَتَلْنَا سَيِّدَ الْخَزْرَجِ ... سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ

“ رَمَيْنَاهُ بِسَهْمَيْنِ ... فَلَمْ نُخْطِئْ فُؤَادَهُ

طبرانی کبیر میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو مُسْلِمٍ الْكَشِّيُّ، ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: “ بَيْنَا سَعْدٌ يَبُولُ قَائِمًا، إِذِ اتَّكَأَ فَمَاتَ، قَتَلَتْهُ الْجِنُّ، فَقَالُوا:

[البحر السريع]

نَحْنُ قَتَلْنَا سَيِّدَ الْخَزْرَجِ ... سَعْدَ بْنَ عُبَادَهْ

“ وَرَمَيْنَاهُ بِسَهْمَيْنِ ... فَلَمْ نُخْطِئْ فُؤَادَهْ

سند میں انقطاع ہے-الذھبی نے تلخیص مستدرک میں اس کو ضعیف ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا ہے

سعد کا انتقال

castor oil

ضرورت سے زیادہ پینے سے ہوا یہ بھی روایات میں ہے

مبشر حسین لاہوری کتاب انسان اور شیطان میں بلا دلیل لکھتے ہیں

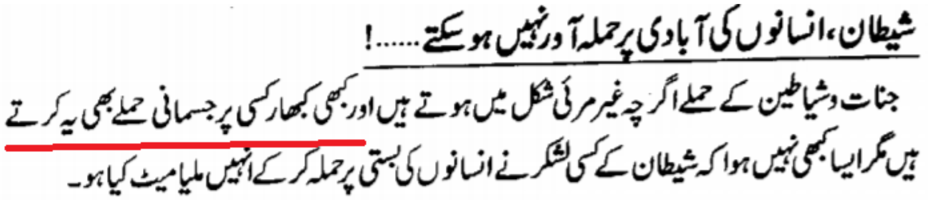

شیطان، انسانوں کی آبادی پر حملہ آور نہیں ہو سکتے......!

جنات وشیاطین کے حملے اگرچہ غیر مرئی شکل میں ہوتے ہیں اور کبھی کبھار کسی پر جسمانی حملے بھی یہ کرتے ہیں مگر ایسا کبھی نہیں ہوا کہ شیطان کے کسی لشکر نے انسانوں کی بستی پر حملہ کر کے انہیں ملیا میٹ کیا ہو۔

راقم کہتا ہے یہ قول کہ شیطان، انسان پر جسمانی حملہ کرتا ہے بلا دلیل ہے-

باب ۵ : جنات کا مسخ کیا جانا

کتاب المعجم الأوسط اور المعجم الکبیر از الطبرانی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ السَّامِيُّ قَالَ: نا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْحَيَّاتُ مَسْخُ الْجِنِّ، كَمَا مُسِخَتِ الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِيرُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ»

عکرمہ نے کہا کہ ابن عباس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سانپ مسخ جن ہیں جیسے سور و بندر مسخ شدہ بنی اسرائیل ہیں

صحیح ابن حبان میں ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُوسَى بعسكر مكرم حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بن الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْحَيَّات مسخ الْجِنّ كَمَا مسخت الْخَنَازِير والقردة" قلت وَقد تقدم الْأَمر بقتل الْحَيَّة وَالْعَقْرَب فِي الصَّلَاة

عکرمہ نے کہا کہ ابن عباس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سانپ مسخ جن ہیں جیسے سور و بندر مسخ شدہ ہیں

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الله حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْحَيَّاتُ مَسْخُ الْجِنِّ»

عکرمہ نے کہا کہ ابن عباس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سانپ مسخ جن ہیں

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں موقوف صحیح ہے

العلل میں ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ ابو زرعة نے کہا

قال ابن أبي حاتم: سمعت أبا زرعة يقول: هذا الحديث هو موقوف، لا يرفعه إلا عبدُ العزيز بن المختار، ولا بأس بحديثه.

یہ حدیث موقوف ہے اس کو مرفوع صرف عبدُ العزیز بن المختار نے کیا ہے جس کی حدیث میں برائی نہیں ہے

البانی نے اس کو صحیحہ میں نقل کیا ہے کہتے ہیں

واعلم أن الحديث لَا يعني أن الحيات الموجودة الآن هي من الجن الممسوخ، وإنما يعني أن الجن وقع فيهم مسخٌ إلى الحيات , كما وقع في اليهود مسْخُهُم قردة وخنازير، ولكنهم لم ينسلوا كما في الحديث الصحيح: '' إن الله لم يجعل لمسخ نسلا ولا عقبا، وقد كانت القردة والخنازير قبل ذلك

اور جان لو کہ اس حدیث میں وہ سانپ مراد نہیں ہیں جو ابھی ہیں کہ وہ مسخ شدہ جن ہیں بلکہ مطلب ہے کہ یہ جن تھے جن کو مسخ کر کے سانپ کر دیا گیا جیسا یہود کو مسخ کر کے بندر و سور بنا دیا گیا تھا لیکن ان کی نسل نہ چلی جیسا صحیح حدیث میں ہے کہ بے شک اللہ نے ان کی نسل نہ کی نہ کوئی ان میں چھوڑا اور بندر و سور تو ان سے پہلے بھی تھے

راقم کہتا ہے یہ روایت سرے سے صحیح ہے ہی نہیں اور البانی کی تشریح روایت کے الفاظ کے خلاف ہے کیونکہ اس میں یہ نہیں ہے کہ آج جو سانپ ہیں وہ الگ ہیں بلکہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ آج بھی جو سانپ ہیں وہ جن تھے- روایت خالد الحَذَّاءِ کی منکرات میں سے ہے- خالد بن مہران الحذاء بصری مدلس ہے اور آخری عمر میں اختلاط کا شکار تھے- یہ مختلف فیہ ہے میزان الاعتدال کے مطابق

قال أحمد: ثبت.

وقال ابن معين والنسائي: ثقة.

وأما أبو حاتم فقال: لا يحتج به.

احمد اور ابن معین اور نسائی نے ثقہ کہا ہے جبکہ ابی حاتم کہتے کہ یہ نہ قابل دلیل ہے یعنی صرف بغداد والوں نے ثقہ کہا ہے- اس کے شہر کے لوگ یعنی بصریوں میں حماد بن زید، ابن علیۃ اور شعبہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اسی طرح نیشاپور والوں نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے

وقال يحيى بن آدم: قُلْتُ لِحَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ: مَا لِخَالِدٍ الْحَذَّاءِ فِي حَدِيثِهِ؟ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا قَدْمَةً مِنَ الشَّامِ، فَكَأَنَّا أَنْكَرْنَا حِفْظَهُ.

بصرہ کے حماد بن زید کہتے کہ خالد جب شام سے آیا تو ہم نے اس کے حافظہ کا انکار کیا

عَبْدُ الْعَزِيزِ بن الْمُخْتَار بصری نے اس روایت کو خالد سے لیا ہے یعنی یہ خالد کی وہ روایت ہے جو شام سے انے کے بعد کی ہے –

کتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطای کے مطابق

قال شعبة: خالد يشك في حديث عكرمة عن ابن عباس

شعبہ نے کہا کہ خالد کو عکرمہ کی ان کی ابن عباس سے حدیث پر شک رہتا تھا

باب ٦ : انسان کا جنات کو قتل کرنا

سانپ شیطان ہیں ؟

صحیح مسلم کی ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ

عَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي بَيْتِهِ قَالَ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى يَقْضِيَ صَلَاتَهُ فَسَمِعْتُ تَحْرِيكًا فِي عَرَاجِينَ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا حَيَّةٌ فَوَثَبْتُ لِأَقْتُلَهَا فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنِ اجْلِسْ فَجَلَسْتُ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي الدَّارِ فَقَالَ أَتَرَى هَذَا الْبَيْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ فِيهِ فَتًى مِنَّا حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى الْخَنْدَقِ فَكَانَ ذَلِكَ الْفَتَى يَسْتَأْذِنُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بِأَنْصَافِ النَّهَارِ فَيَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ فَاسْتَأْذَنَهُ يَوْمًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ قُرَيْظَةَ فَأَخَذَ الرَّجُلُ سِلَاحَهُ ثُمَّ رَجَعَ فَإِذَا امْرَأَتُهُ بَيْنَ الْبَابَيْنِ قَائِمَةً فَأَهْوَى إِلَيْهَا الرُّمْحَ لِيَطْعُنَهَا بِهِ وَأَصَابَتْهُ غَيْرَةٌ فَقَالَتْ لَهُ اكْفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ وَادْخُلِ الْبَيْتَ حَتَّى تَنْظُرَ مَا الَّذِي أَخْرَجَنِي فَدَخَلَ فَإِذَا بِحَيَّةٍ عَظِيمَةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَأَهْوَى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَانْتَظَمَهَا بِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَرَكَزَهُ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتْ عَلَيْهِ فَمَا يُدْرَى أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا الْحَيَّةُ أَمِ الْفَتَى قَالَ فَجِئْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ وَقُلْنَا ادْعُ اللَّهَ يُحْيِيهِ لَنَا فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِصَاحِبِكُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ بِالْمَدِينَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوا فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَآذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ

ابوسائب مولیٰ ہشام بن زہرہ سے روایت ہے کہ وہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر گئے۔ ابوسائب نے کہا کہ میں نے ان کو نماز میں پایا تو بیٹھ گیا۔ میں نماز پڑھ چکنے کا منتظر تھا کہ اتنے میں ان لکڑیوں میں کچھ حرکت کی آواز آئی جو گھر کے کونے میں رکھی تھیں۔ میں نے ادھر دیکھا تو ایک سانپ تھا۔ میں اس کے مارنے کو دوڑا تو سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جا۔ میں بیٹھ گیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے ایک کوٹھڑی دکھاتے ہوئے پوچھا کہ یہ کوٹھڑی دیکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں، انہوں نے کہا کہ اس میں ہم لوگوں میں سے ایک جوان رہتا تھا، جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کی طرف نکلے۔ وہ جوان دوپہر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر گھر آیا کرتا تھا۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہتھیار لے کر جا کیونکہ مجھے بنی قریظہ کا ڈر ہے۔“ (جنہوں نے دغابازی کی تھی اور موقع دیکھ کر مشرکوں کی طرف ہو گئے تھے)۔ اس شخص نے اپنے ہتھیار لے لیے۔ جب اپنے گھر پر پہنچا تو اس نے اپنی بیوی کو دیکھا کہ دروازے کے دونوں پٹوں کے درمیان کھڑی ہے۔ اس نے غیرت سے اپنا نیزہ اسے مارنے کو اٹھایا تو عورت نے کہا کہ اپنا نیزہ سنبھال اور اندر جا کر دیکھ تو معلوم ہو گا کہ میں کیوں نکلی ہوں۔ وہ جوان اندر گیا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ کنڈلی مارے ہوئے بچھونے پر بیٹھا ہے۔ جوان نے

اس پر نیزہ اٹھایا اور اسے نیزہ میں پرو لیا، پھر نکلا اور نیزہ گھر میں گاڑ دیا۔ وہ سانپ اس پر لوٹا، اس کے بعد ہم نہیں جانتے کہ سانپ پہلے مرا یا جوان پہلے مرا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا قصہ بیان کیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ اس جوان کو پھر جلا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے ساتھی کے لیے بخشش کی دعا کرو۔ پھر فرمایا: ”مدینہ میں جن رہتے ہیں، جو مسلمان ہو گئے ہیں پھر اگر تم سانپوں کو دیکھو تو تین دن تک ان کو خبردار کرو، اگر تین دن کے بعد بھی نہ نکلیں تو ان کو مار ڈالو کہ وہ شیطان ہیں۔

مبشر حسین لاہوری کتاب انسان اور شیطان میں لکھتے ہیں

انسان اور شیطان 72

سے اپنے گھر جانے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے اسے فرمایا کہ مجھے بنو قریظہ کے یہودیوں سے خطرہ ہے، لہٰذا تم اپنا ہتھیار بھی ساتھ لے جاؤ۔

جب وہ صحابیؓ اپنے گھر کے قریب پہنچا تو اس کی بیوی گھر کی دہلیز پر کھڑی تھی۔ اس صحابیؓ کی غیرت نے جوش مارا اور اس نے اس پر حملہ کرنے کے لیے اپنا نیزہ تان لیا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ اپنا نیزہ دور رکھو اور پہلے گھر میں داخل ہو کر جائزہ لو کہ کس چیز نے مجھے باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ وہ گھر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ بستر پر ایک بہت بڑا سانپ کنڈلی مارے بیٹھا ہے، اس نے فوراً سانپ کو اپنا نیزہ چبھویا اور اسے نیزہ میں پرو کر نیزہ صحن میں گاڑ دیا وہ سانپ نیزے پر تڑپنے لگا اور پھر یہ معلوم نہیں کہ سانپ پہلے مرا یا اسے قتل کرنے والا صحابی؟ پھر حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور فرمائش کی کہ آپؐ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے ساتھی کے لیے استغفار کرو پھر فرمایا کہ مدینہ میں کچھ جنوں نے اسلام قبول کر لیا ہے لہٰذا جب تم کوئی جن (سانپ وغیرہ کی شکل میں) دیکھو تو اسے تین دن تک (اور بعض روایات میں ہے: تین مرتبہ) نکل جانے کی وارننگ دو۔ پھر اس کے باوجود اگر وہ نہ جائے تو اسے قتل کر دو کیونکہ وہ شیطان ہے۔“(۱)

معلوم ہوا کہ وہ سانپ اصل میں جن تھا جس نے اپنا روپ بدلا ہوا تھا۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

اِنَّ بِالْمَدِیْنَةِ جِنًّا قَدْ اَسْلَمُوْا فَاِذَا رَاَیْتُمْ مِّنْ هٰذِهِ الْهَوَامِّ شَیْءًا فَاٰذِنُوْهُ ثَلَاثًا فَاِنْ بَدَا لَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ

مدینہ منورہ میں کچھ جنات مسلمان ہو گئے ہیں۔ لہٰذا تم اگر گھر میں کوئی سانپ دیکھو تو اسے تین بار متنبہ کرو اگر پھر بھی ظاہر ہو تو اسے مار ڈالو۔ (مسلم شریف: کتاب السلام، سنن ابی داود۔ کتاب الادب، موطأ امام مالک: کتاب الاستیذان)۔

روایت میں جنا کا لفظ ہے جس سے مراد سانپ ہیں نہ کہ جنات- عربی میں سانپ کو جن بھی کہتے ہیں کیونکہ سانپ بھاگ کر چھپ جاتا ہے- جن کی جمع جان ہے- یہاں حدیث میں جنا سے مراد بھی سانپ ہیں مثلا قرآن میں ہے کہ موسی کا عصا

تَهْتَزُّ كَأَنها جانٌّ ہلنے لگا جیسے کہ سانپ ہوں

اس کی شرح صحیح مسلم ہی کی دوسری روایت میں ہے

إن لهذه البيوت عوامر فإذا رأيتم شيئا منها فحرجوا عليها ثلاثا فإن ذهب وإلا فاقتلوه فإنه كافر

ان گھروں میں سانپ ہیں لہذا جب تم دیکھو تو ان کو تین دن دو اگر نہیں جائیں تو قتل کر دو کیونکہ یہ کافر ہیں

ابن منظور لسان العرب میں کہتے ہیں کہ عوامر سے مراد ہے العَوامِرُ الحيّات التي تكون في البيوت یعنی وہ سانپ جو گھروں میں ہوتے ہیں- حدیث کے الفاظ کیونکہ یہ شیطان ہے کہ بعض کو التباس ہوا کہ شیطان شکل بدل کر سانپ بن جاتا ہے–راقم کہتا ہے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ جنات سانپ بن جاتے ہیں صحیح نہیں- ابن حبان صحیح میں اس روایت پر باب قائم کرتے ہیں

ذكر الأمر بقتل المرء الحيه إذا راها في داره بعد إعلامه إياها ثلاثة أيام

ذکر کہ آدمی سانپ کو قتل کر دے جب اس کو خبر دار کرنے کے تین دن بعد گھر میں دیکھے

باب ۷ : جنات کا انسانوں کو اغوا کرنا

البیہقی کتاب سنن الکبری ج ۷ ص ۷۳۳ ح ۱۵۵۷۰ بَابُ مَنْ قَالَ بِتَخْيِيرِ الْمَفْقُودِ إِذَا قَدِمَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصَّدَاقِ وَمَنْ أَنْكَرَهُ میں روایت نقل کرتے ہیں

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، وَأَبُو مُحَمَّدٍ عُبَيْدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَهْدِيٍّ لَفْظًا قَالَا: نا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، نا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ، أنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، نا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى " أَنَّ رَجُلًا مِنْ قَوْمِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ خَرَجَ يُصَلِّي مَعَ قَوْمِهِ الْعِشَاءَ فَسَبَتْهُ الْجِنُّ فَفُقِدَ فَانْطَلَقَتِ امْرَأَتُهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَصَّتْ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَسَأَلَ عَنْهُ عُمَرُ قَوْمَهُ فَقَالُوا: نَعَمْ خَرَجَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ فَفُقِدَ فَأَمَرَهَا " أَنْ تَرَبَّصَ أَرْبَعَ سِنِينَ، فَلَمَّا مَضَتِ الْأَرْبَعُ سِنِينَ أَتَتْهُ فَأَخْبَرَتْهُ فَسَأَلَ قَوْمَهَا فَقَالُوا: نَعَمْ فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ فَتَزَوَّجَتْ فَجَاءَ زَوْجُهَا يُخَاصِمُ فِي ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: " يَغِيبُ أَحَدُكُمُ الزَّمَانَ الطَّوِيلَ لَا يَعْلَمُ أَهْلُهُ حَيَاتَهُ " , فَقَالَ لَهُ: إِنَّ لِي عُذْرًا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ: وَمَا عُذْرُكَ؟ قَالَ: خَرَجْتُ أُصَلِّي الْعِشَاءَ فَسَبَتْنِي الْجِنُّ فَلَبِثْتُ فِيهِمْ زَمَانًا طَوِيلًا فَغَزَاهُمْ جِنٌّ مُؤْمِنُونَ أَوْ قَالَ: مُسْلِمُونَ شَكَّ سَعِيدٌ فَقَاتَلُوهُمْ فَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ فَسَبَوْا مِنْهُمْ سَبَايَا فَسَبَوْنِي فِيمَا سَبَوْا مِنْهُمْ فَقَالُوا: نَرَاكَ رَجُلًا مُسْلِمًا وَلَا يَحِلُّ لَنَا سَبْيُكَ فَخَيَّرُونِي بَيْنَ الْمُقَامِ وَبَيْنَ الْقُفُولِ إِلَى أَهْلِي فَاخْتَرْتُ الْقُفُولَ إِلَى أَهْلِي فَأَقْبَلُوا مَعِي أَمَّا بِاللَّيْلِ فَلَيْسَ يُحَدِّثُونِي وَأَمَّا بِالنَّهَارِ فَعِصَارُ رِيحٍ أَتْبَعُهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: " فَمَا كَانَ طَعَامُكَ فِيهِمْ؟ " قَالَ: الْفُولُ وَمَا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ , قَالَ: فَمَا كَانَ شَرَابُكَ فِيهِمْ؟ قَالَ: الْجَدَفُ قَالَ قَتَادَةُ: وَالْجَدَفُ مَا لَا يُخَمَّرُ مِنَ الشَّرَابِ قَالَ: فَخَيَّرَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَيْنَ الصَّدَاقِ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ " قَالَ سَعِيدٌ: وَحَدَّثَنِي مَطَرٌ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِثْلَ [ص:733] حَدِيثِ قَتَادَةَ إِلَّا أَنَّ مَطَرًا زَادَ فِيهِ قَالَ: أَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ أَرْبَعَ سِنِينَ وَأَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری عشاء کی نماز پڑھنے نکلے کہ جنوں نے ان کو اغوا کر لیا پس ان کی بیوی چار سال بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا کہ میرا شوہر مفقود ہے.... پھر مومن جنوں نے کافر جنوں پر حملہ کیا اور ان صاحب کو چار سال بعد آزاد کرایا

اس کی سند میں عبد الوہاب بن عطاء الخفاف، ابو نصر العجلی مولاہم البصری المتوفی ۲۰۴ھ جن کو امام بخاری اور النسائی لیس بقوی قوی نہیں کہتے ہیں. امام احمد ضَعِيفُ الحَدِيْثِ، مُضْطَرِبٌ کہتے ہیں اور ایک قول ثقه کا بھی ہے. کتاب جامع التحصیل فی احکام المراسیل میں خطیب ان کو مدلس کہتے ہیں. میزان الاعتدال کے مطابق الرازی کہتے ہیں: کان یکذب، جھوٹ بولتا تھا

البانی کتاب إرواء الغليل فی تخریج إحاديث منار السبيل میں اس روایت کو صحیح کہتے ہیں

وإسناده من طريق قتادة والجريرى صحيح , وأما طريق مطر وهو الوراق فإنه ضعيف :قلت

البانی کہتے ہیں میں کہتا ہوں اس کی سند قتادة اور الجريرى کے طرق سے صحیح ہے لیکن مطر الوراق والا طرق ضعیف ہے

راقم کہتا ہے یہ سند ضعیف ہے۔ متن منکر ہے

باب ۸ : جنات کا انسانوں سے زنا کرنا

قرآن کی سورہ الاسراء ۶۴ کی آیت ہے کہ اللہ تعالی نے شیطان کو چھوٹ دی کہ

اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا (64

اور ان میں سے جس کو بہکا سکے اپنی آواز سے بہکاتا رہ۔ اور ان پر اپنے سواروں اور پیاروں کو چڑھا کر لاتا رہ اور ان کے مال اور اولاد میں شریک ہوتا رہ اور ان سے وعدے کرتا رہ۔ اور شیطان جو وعدے ان سے کرتا ہے سب دھوکا ہے

اس آیت میں مال میں شراکت سے مراد حرام مال ہے اور اولاد میں شراکت سے مراد زنا ہے - ابن کثیر تفسیر کرتے ہیں

اشتقاق بھی اسی سے ہے یعنی آوازوں کا بلند ہونا — ان کے مال اور اولاد میں بھی تو شریک رہ یعنی اللہ کی نافرمانیوں میں ان کا مال خرچ کرا' سود خوری ان سے کرا' برائی سے مال جمع کریں اور حرام کاریوں میں خرچ کریں' حلال جانوروں کو اپنی خواہش سے حرام قرار دیں وغیرہ — اولاد میں شرکت یہ ہے مثلاً زناکاری جس سے اولاد ہو جو اولاد بچپن میں بوجہ بے وقوفی ان کے ماں باپ نے زندہ در گور کر دی ہو یا مار ڈالی ہو یا اسے یہودی نصرانی مجوسی وغیرہ بنا دیا ہو — اولادوں کے نام عبدالحارث' عبد شمس اور عبد فلاں رکھا ہو — غرض کسی صورت میں بھی شیطان کو اس میں داخل کیا ہو یا اس کو ساتھ کیا ہو یہی شیطان کی شرکت ہے — صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے میں نے اپنے بندوں کو ایک طرف موحد پیدا کیا پھر شیطان نے آ کر انہیں بہکا دیا اور حلال چیزیں حرام کر دیں —

لیکن ان کے ہم عصر سلفی عالم ابن تیمیہ فتاوی الکبری ج ۱۹ ص ۴۰ پر لکھتے ہیں

وصرعهم للإنس قد يكون عن شهوة وهوى وعشق كما يتفق للإنس مع الإنس وقد يتناكح الإنس والجن ويولد بينهما ولد وهذا كثير معروف وقد ذكر العلماء ذلك وتكلموا عليه وكره أكثر العلماء مناكحة الجن وقد يكون وهو كثير أو الأكثر عن بغض ومجازاة مثل أن يؤذيهم بعض الإنس أو يظنوا أنهم يتعمدو أذاهم إما ببول على بعضهم وإما بصب ماء حار وإما بقتل

بعضهم وإن كان الإنسي لا يعرف ذلك وفي الجن جهل وظلم فيعاقبونه بأكثر مما يستحقه وقد يكون عن عبث منهم وشر بمثل سفهاء الإنس

اور جن کا انسان پر چڑھنا بعض دفعہ شہوت اور خواہش اور عشق کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ انسانوں کو ہوتا ہے اور بے شک جن انسان سے نکاح کرتے ہیں اور ان کی آپس میں اولاد بھی ہوتی ہے اور یہ بہت معروف بات ہے اور علماء نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس پر کلام کیا ہے اور اکثر علماء اس سے کراہت کرتے ہیں کہ جن سے نکاح کیا جائے اور جن کا چڑھنا اکثر اوقات بغض کے لئے ہوتا ہے جیسے مثلا (جنات) سمجھیں کہ انسان نے ان کو ایذا دی ہے لہٰذا (بدلہ کے طور سے) کبھی پیشاب کر دیں یا گرم پانی پھینک دیں یا قتل کر دیں اور ہو سکتا ہے انسان کو پتا بھی نہ ہو (کہ جن انجانے میں یہ سب کر رہے ہیں) اور جنات میں جہل اور ظلم ہوتا ہے لہٰذا اکثر بدلہ لیتے ہیں جس کا مستحق (وہ انسانوں کو) سمجھتے ہیں اور جن کا چڑھنا عبث بھی ہو سکتا ہے اور ان کی طرف سے شر کے طور پر جسے بعض احمق انسان (ایک دوسرے پر سوار) ہوتے ہیں

ابن تیمیہ کے بقول جن کا انسان سے عمل روجیت کرنا ان کے ہم خیال علماء میں معروف تھا

یہودی فرقوں میں سے بعض اس کے قائل تھے کہ نعوذ باللہ ، حوا علیہ السلام نے ابلیس سے زنا کیا اور بعض مخلوقات ان کی وجہ سے پیدا ہوئیں جن میں پہلا قابیل تھا- قابیل اس طرح ایک انسان جیسا تھا لیکن نسل آدم کا نہیں تھا- یہ کفر تلمود بابلی میں درج ہے اور یہودی تصوف کی کتاب زوہر میں بھی ہے

…the serpent had intercourse with Eve and injected filth into her…
- Zohar Pekudei 21[10]

سانپ نے حوا سے زنا کیا اور اس میں اپنا نطفہ ڈالا

R. Johanan stated: When the serpent copulated with Eve, he infused her with lust.

Babylonian Talmud, Tractate Yebamoth, folio 103b, Tractate Abodah Zarah, folio 22b

Tractate Shabbath, folio 145b-146a

ربی یوحنان کا قول ہے جب سانپ نے حوا سے زنا کیا تو اس نے ان میں شہوت کو ڈالا

اسلام میں یہ قول سرے ہی قابل قبول نہیں ہے کہ ایک انسان اور جن زنا کر سکیں

انہی یہودی اقوال کو نازی جرمن اپنی کتب میں درج کر کے ثابت کرتے تھے کہ یہودی اصلا انسان کی نسل ہیں ہی نہیں بلکہ اس عمل غیر فطری سے پیدا ہوئے جو شیطان نے حوا سے کیا- مسلمانوں کو مغالطہ ہے کہ ہٹلر کوئی سیاست دان تھا جبکہ یہ ایک نصرانی مذہبی جنونی تھا اور اس کے نزدیک اعلی و اصلی مخلوقات میں آرین قوم و نسل تھی- سامی عرب و یہود اس کے نزدیک انسان نہیں تھے-

باب ۹ : جنات کا انسان پر بیماری نازل کرنا

الطّاعُونُ کی بیماری شیطان کی طرف سے ہے ؟

مبشر حسین لاہوری کتاب انسان اور شیطان میں لکھتے ہیں

6۔طاعون (پلیگ) کی بیماری جنوں سے ہوتی ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''میری امت کا خاتمہ میدان جہاد کے نیزوں اور طاعون کی بیماری سے ہوگا جو جنوں کے کچو کے کا نتیجہ ہے۔ دونوں حالتوں میں مرنے والوں کو شہادت کا درجہ نصیب ہوگا۔'' [صحیح الجامع ۴/۹۰]

مستدرک حاکم میں ہے کہ

''طاعون تمہارے دشمن جنوں کے کچو کے کا نتیجہ ہے، اس میں تمہارے لئے شہادت کا رتبہ ہے''۔

شاید اللہ کے نبی ایوبؑ کو جو بیماری لگی تھی وہ جن کی وجہ سے تھی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ﴾[سورۃ ص:۴۱]

''اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کرو، جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے تکلیف اور عذاب میں ڈال دیا ہے۔''

البانی کی کتاب صحیح الجامع الصغیر وزیاداتہ میں اس روایت کا ذکر ہے

الطاعون شهادة لأمتي ووخز أعدائكم من الجن غدة كغدة الإبل تخرج في الآباط والمراق من مات فيه مات شهيدا ومن أقام فيه كان كالمرابط في سبيل الله ومن فر منه كان كالفار من الزحف» .

(حسن) [طس أبو نعيم في فوائد أبي بكر بن خلاد] عن عائشة. الصحيحة 1928.

طبرانی اوسط میں اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: ثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِأُمَّتِي، وَوَخْزُ أَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ، يَخْرُجُ فِي آبَاطِ الرِّجَالِ وَمَرَاقِّهَا، الْفَارُّ مِنْهُ كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ، وَالصَّابِرُ عَلَيْهِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ»

لَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ، تَفَرَّدَ بِهِ: يُوسُفُ بْنُ مَيْمُونٍ "

طبرانی کبیر میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بن إِبْرَاهِيمَ بن يَزْدَادَ الطِّبَرَانِيُّ الْخَطِيبُ ، حَدَّثَنَا مُوسَى بن أَيُّوبَ النِّصِيبِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بن عِصْمَةَ النِّصِيبِيُّ ، عَنْ بِشْرِ بن حَكَمٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بن أَبِي حُرَّةَ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : فَنَاءُ أُمَّتِي فِي الطَّعْنِ وَالطَّاعُونِ ، قُلْنَا : قَدْ عَرَفْنَا الطَّعْنَ فَمَا الطَّاعُونُ ؟ ، قَالَ : وَخْزُ أَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ ، وَفِي كُلٍّ شَهَادَةٌ ، لَمْ يَرْوِهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بن أَبِي حُرَّةَ ، إِلا بِشْرٌ ، وَلا عَنْ بِشْرٍ ، إِلا عَبْدُ اللَّهِ بن عِصْمَةَ

سند میں إِبْرَاهِيمَ بن أَبِي حُرَّةَ ضعیف ہے

مسند احمد، طبرانی میں ابو موسی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ: نا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَحْرَانِيُّ قَالَ: نا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ أَبُو عَتَّابٍ الدَّلَّالُ قَالَ: نا سَعَّادُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «فَنَاءُ أُمَّتِي بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُونِ» ، فَقَالُوا: أَمَّا الطَّعْنُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَمَا الطَّاعُونُ؟ قَالَ: «طَعْنُ أَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ، وَفِي كُلٍّ شَهَادَةٌ»

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلَّوَيْهِ الْقَطَّانُ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيسَى الْعَطَّارُ، نا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، عَنْ سُفْيَانَ، وَمِسْعَرٍ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْحَارِثِ، [ص:368] عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَنَاءُ أُمَّتِي بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُونِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا الطَّعْنُ قَدْ عَرَفْنَا، فَمَا الطَّاعُونُ؟ قَالَ: «وَخْزُ أَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ، وَفِي كُلٍّ شَهَادَةٌ»

لَمْ يَرْوِهِ عَنْ مِسْعَرٍ إِلَّا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، وَلَا رَوَاهُ عَنْهُ إِلَّا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيسَى

حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ: نا مَالِكٌ قَالَ: نا مُعْتَمِرٌ، سَمِعْتُ ابْنَ أَرْطَأَةَ، يُحَدِّثُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ كُرْدُوسِ بْنِ عَبَّاسٍ الثَّعْلَبِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَنَاءُ أُمَّتِي بِالطَّعْنِ وَالطَّاعُونِ» ، «قِيلَ: وَمَا الطَّاعُونُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «وَخْزُ أَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ، وَفِي كُلٍّ شَهَادَةٌ

لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ كُرْدُوسٍ إِلَّا الْحَجَّاجُ، تَفَرَّدَ بِهِ: مُعْتَمِرٌ " وَرَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِي، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شُرَيْكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ. وَرَوَاهُ الثَّوْرِيُّ، وَمُسْعِرٍ، وَإِسْرَائِيلُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي مُوسَى

دارقطنی نے علل میں بحث کی ہے

وسئل عن حديث كردوس عن المغيرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال قال فناء أمتي بالطاعون والطعن فقال يرويه زياد بن علاقة واختلف عنه فرواه أبو أحمد الزبيري عن الثوري عن زياد بن علاقة عن كردوس عن المغيرةورواه إسماعيل بن زكريا عن مسعر والثوري عن زياد بن علاقة عن كردوس عن أبي موسىورواه وكيع عن الثوري ورواه أبو بكر النهشلي عن زياد بن علاقة عن أسامة بن شريك عن أبي موسىورواه أبو حنيفة عن زياد بن علاقة عن عبد الله بن الحارث عن أبي موسىورواه سعاد بن سليمان عن زياد بن علاقة عن يزيد بن الحارث عن أبي موسىورواه أبو شيبة إبراهيم بن عثمان عن زياد بن علاقة عن اثنى عشر رجلا من بني ثعلبة عن أبي موسىورواه الحكم بن عتيبة عن زياد بن علاقة عن رجل من قومه لم يسمه عن أبي موسى

لب لباب ہے کہ زیاد بن علاقة نے اس کو چھ لوگوں سے سنا ہے اور سند بدلتا رہا ہے اور یہ بھی کہا بنی ثعلبة کے ۱۲ لوگوں سے سنا

ثم قال الدارقطني: والاختلافُ فيه من قِبَلِ زياد بن علاقة، ويُشبه أن يكون حَفِظَهُ عن جماعة، فمرةً يرويه عن ذا، ومرة يرويه عن ذا.

دارقطنی نے کہا اس میں اختلاف زیاد بن علاقة کی وجہ سے ہے اور لگتا ہے کہ اس نے اس کو ایک جماعت سے حفظ کیا ہے تو کبھی کچھ نام لیا کبھی کچھ لیا

شعیب الأرنؤوط نے مسند احمد میں اس کو کوئی حکم نہیں لگایا لیکن حسین سلیم إسد نے مسند ابو یعلی میں اس کو ضعیف کہا ہے

زياد بن علاقة بن مالك الثعلبي کو ثقہ کہا گیا ہے لیکن بد مذھب بھی کہا گیا ہے قال أبو الفتح الأزدي: سيئ المذهب

طبرانی اوسط میں ابن عمر سے بھی منسوب ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزْدَادَ الطَّبَرَانِيُّ قَالَ: نا مُوسَى بْنُ أَيُّوبَ النَّصِيبِيُّ قَالَ: نا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِصْمَةَ النَّصِيبِيُّ، عَنْ بِشْرِ بْنِ حَكَمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي حُرَّةَ، عَنْ سَالِمٍ، [ص:376] عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَنَاءُ أُمَّتِي فِي الطَّعْنِ وَالطَّاعُونِ» . قُلْنَا: قَدْ عَرَفْنَا الطَّعْنَ، فَمَا الطَّاعُونُ؟ قَالَ: «وَخْزُ أَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ، وَفِي كُلٍّ شَهَادَةٌ»

لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ سَالِمٍ إِلَّا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي حُرَّةَ، وَلَا رَوَاهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا بِشْرُ بْنُ حَكِيمٍ، وَلَا رَوَاهُ عَنْ بِشْرٍ إِلَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِصْمَةَ، تَفَرَّدَ بِهِ: مُوسَى بْنُ أَيُّوبَ "

اور مغیرہ سے بھی مروی ہے

حديث كردوس عن المغيرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال فناء أمتي بالطاعون والطعن

شیطان کا کام بیماری نازل کرنا نہیں ہے – اہل کتاب کو اس طرح کا ابہام ہے کہ بیماری شیطان کی طرف سے ہوتی ہے لہذا وہ شیطان کے نام پر ایک بھیڑ جبل المنتر سے نیچے پھینکتے تھے اس کو

Goat of Atonement

کہا جاتا ہے

جنات اگر بیماری نازل کرتے ہیں تو ظاہر ہے لوگ ان کے نام نذر بھی کریں گے راقم کو علم ہے کہ مسلمان بھی جنات کو خوش کرنے کے لئے بعض علاقوں میں ایسا کرتے ہیں

استحاضہ کی بیماری

مبشر حسین لاہوری کتاب انسان اور شیطان میں لکھتے ہیں

7۔ایک اور شیطانی بیماری: نبی کریم ﷺ نے استحاضہ (وہ خون جو حیض کی مقررہ مدت ختم ہونے کے بعد بھی کسی بیماری کی وجہ سے جاری رہے) والی عورت سے فرمایا تھا:

''یہ شیطان کے کچوکے کی وجہ سے ہوتا ہے''۔[ابوداود، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ بسند حسن۔ صحیح الجامع ۱۹۶/۳]

راقم کہتا ہے اس کی سند ضعیف ہے

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عبد الملك بن عمرو قال ثنا زهير يعنى بن محمد الخرساني عن عبد الله بن محمد يعنى بن عقيل بن أبي طالب عن إبراهيم بن محمد بن طلحة عن عمه عمران بن طلحة عن أمه حمنة بنت جحش قالت ....

إنما هذه ركضة من ركضات الشيطان

راقم کہتا ہے

وقال ابن أبي حاتم سألت أبي عن حديث رواه ابن عقيل عن إبراهيم ابن محمد عن عمران بن طلحة عن أمه حمنة بنت جحش في الحيض فوهنه ولم يقوي إسناده

باب ۱۰ : شیطان کا انبیاء سے شرک کروانا

شیطان انبیاء کو گمراہ کر سکتا ہے اس پر لوگ ایک دلیل پیش کرتے ہیں - محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان التمیمی النجدی (المتوفی : 1206ھ-) اپنی کتاب التوحید کے ۴۹ باب میں لکھتے ہیں کہ

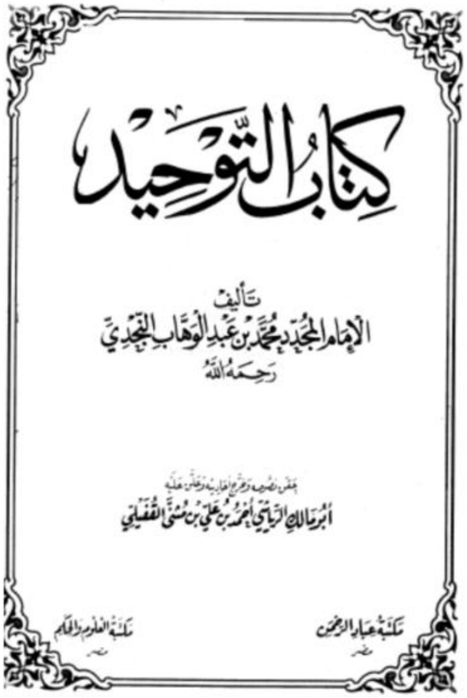

(٥٠) باب قول الله تعالى: ﴿فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾[٦]

قَالَ ابنُ حَزمٍ: اتَّفَقُوا عَلَى تَحرِيمِ كُلِّ اسمٍ مُعَبَّدٍ لِغَيرِ الله، كَعَبدِ عَمرٍو، وَعَبدِ الكَعبَةِ، وَمَا أَشبَهَ ذَلِكَ، حَاشَى عَبدَالمطلب[٧].

١٢٥ – وَعَن ابنِ عَبَّاسٍ فِي [معنى][١] الآيَةِ: قَالَ: لَـمَّا تَغَشَّاهَا آدَمُ حَمَلَت، فَأَتَاهُمَا إِبلِيسُ، فَقَالَ: إِنِّي صَاحِبُكُمَا الَّذِي أَخرَجتُكُمَا مِن الجَنَّةِ، لَتُطِيعُنَّنِي، أَو لَأَجعَلَنَّ لَهُ قَرنَي أَيِلٍ، فَيَخرُجُ مِن بَطنِكِ فَيَشُقُّهُ، وَلَأَفعَلَنَّ، وَلَأَفعَلَنَّ، يُخَوِّفُهُمَا، سَمِّيَاهُ: عَبدَالحَارِثِ، فَأَبَيَا أَن يُطِيعَاهُ، فَخَرَجَ مَيِّتًا، ثُمَّ حَمَلَت، فَأَتَاهُمَا، [فَقَالَ مِثلَ قَولِهِ، فَأَبَيَا أَن يُطِيعَاهُ، فَخَرَجَ مَيِّتًا، ثُمَّ حَمَلَت فَأَتَاهُمَا][٢] فَذَكَرَ لَهُمَا، فَأَدرَكَهُمَا حُبُّ الوَلَدِ، فَسَمَّيَاهُ: عَبدَالحَارِثِ، فَذَلِكَ قَولُهُ: ﴿جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا﴾ رواه ابن أبي حاتم[٣].

١٢٦ – وَلَهُ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ: عَن قَتَادَةَ، قَالَ: شُرَكَاءُ فِي طَاعَتِهِ، وَلَم يَكُن فِي عِبَادَتِهِ[٤][٥].

باب (49) قول الله تعالى: {فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحاً جَعَلا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ}
قال ابن حزم: اتفقوا على تحريم كل اسم معبد لغير الله كعبد عمرو، وعبد الكعبة، وما أشبه ذلك حاشى عبد المطلب. وعن ابن عباس في الآية: "قال لما تغشاها آدم حملت فأتاهما إبليس فقال: إني صاحبكما الذي أخرجتكما من الجنة لتطيعاني أو لأجعلن له قرني أيل، فيخرج من بطنك فيشقه، ولأفعلن ولأفعلن يخوفهما، سمياه عبد الحارث. فأبيا أن يطيعاه فخرج ميتا، ثم

حملت فأتاهما فقال مثل قوله، فأبيا أن يطيعاه، فخرج ميتا. ثم حملت فأتاهما فذكرِ لهما فأدركهما حب الولد فسمياه عبد الحارث، فذلك قوله {جَعَلا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا} " رواه ابن أبي حاتم.
وله بسند صحيح عن قتادة قال: "شركاء في طاعته ولم يكن في عبادته".

باب ۴۹ کہ اللہ تعالیٰ کا قول (جب اللہ تعالیٰ نے ان کو صحیح سالم بچہ دے دیا تو وہ اس کی بخشش و عنایت میں دوسروں کو شریک ٹھرانے لگے۔اللہ بہت بلند و برتر ہے ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں
ابن حزم کہتے ہیں مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہر وہ نام رکھنا حرام ہے جس میں غیر اللہ کی طرف عبدیت کا اظہار ہوتا ہو جیسے عبد عمرو، عبد الکعبہ وغیرہ- صرف عبد المطلب اس سے مستثنیٰ ہے۔اور ابن عبّاس اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب آدم و حوا آپس میں ملے تو یہ حاملہ ہوئیں۔ابلیس ان کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں وہی ہوں جس نے تم کو جنّت سے نکالا۔میری بات مانو اور ہونے والے بچے کا نام عبد الحارث رکھو ورنہ میں اس کے سر پر بارہ سنہگا جیسا سر بنا دوں گا اور یہ تمہارا پیٹ چیر کر باہر نکلے گا اور میں یہ کروں گا اور وہ کروں گا- لیکن انہوں نے نہ مانا اور امید کرنے لگے لیکن بچہ مردہ پیدا ہوا- پھر وہ دوبارہ حاملہ ہوئیں اور ابلیس واپس آیا اور جیسا پہلے کہا تھا ویسا پھر کہا۔دونوں (دوبارہ ویسا ہی کیا) اور امید کرنے لگے لیکن مردہ پیدا ہوا۔پھر وہ دوبارہ حاملہ ہوئیں اور ابلیس واپس آیا اور جیسا پہلے کہا تھا ویسا پھر کہا۔ان کے دل میں بچے کی محبّت پیدا ہوئی اور انہوں نے اس کا نام عبد الحارث رکھا۔قرآن کی آیت جَعَلَا لَہُ شُرَکَاءَ فِیمَا آتَاہُمَا میں اسی طرف اشارہ ہے
اس کو روایت کیا ہے ابن ابی حاتم نے۔اور صحیح سند کے ساتھ قتادہ نے بھی روایت کیا ہے اور کہا کہ ان کا شرک اطاعت میں تھا نہ کہ عبادت میں

اب ہم مصدر کو دیکھتے ہیں

ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

تفسیر ابن ابی حاتم میں اس روایت کی سند ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَمْزَةَ، ثنا حَبَّانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: " {فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا} [الأعراف: 190] ، قَالَ: اللَّهُ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا، فَلَمَّا تَغَشَّاهَا آدَمُ حَمَلَتْ آتَاهُمَا إِبْلِيسُ، فَقَالَ: إِنِّي صَاحِبُكُمَا الَّذِي أَخْرَجْتُكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ، لَتُطِيعَنَّنِ أَوْ لأَجْعَلَنَّ لَهَا قَرْنَيْ إِيلٍ فَيَخْرُجُ مِنْ بَطْنِكِ فَيَشُقُّهُ وَلأَفْعَلَنَّ وَلأَفْعَلَنَّ يُخَوِّفُهُمَا سَمِّيَاهُ عَبْدَ الْحَارِثِ، فَأَبَيَا أَنْ يُطِيعَاهُ فَخَرَجَ مَيِّتًا، ثُمَّ حَمَلَتْ يَعْنِي الثَّانِيَةَ فَأَتَاهُمَا أَيْضًا فَقَالَ: أَنَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي فَعَلْتُ مَا فَعَلْتُ لَتَفْعَلُنَّ أَوْ

لَأَفْعَلَنَّ وَلَأَفْعَلَنَّ يُخَوِّفُهُمَا فَأَبَيَا أَنْ يُطِيعَانِهِ فَخَرَجَ مَيِّتًا، ثُمَّ حَمَلَتِ الثَّالِثَةَ فَأَتَاهُمَا أَيْضًا فَذَكَرَ لَهُمَا فَأَدْرَكَهُمَا حُبَّ الْوَلَدِ فَسَمَّيَاهُ عَبْدَ الْحَارِثِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ: { جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا }

راقم کہتا ہے اس کا راوی خُصَیفٍ بن عبد الرحمان الجزری ہے جو بیشتر کے نزدیک کمزور ہے یحییٰ بن سعید اس کو ضعیف کہتے ہیں – ابن حبان کہتے ہیں کہ بعض نے ان کی روایت ترک کی تھی – نسائی کہتے ہیں قوی نہیں

مسند احمد کی سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

مسند احمد میں روایت کا متن اور سند ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: '' لَمَّا حَمَلَتْ حَوَّاءُ طَافَ بِهَا إِبْلِيسُ، وَكَانَ لَا يَعِيشُ لَهَا وَلَدٌ، فَقَالَ: '' سَمِّيهِ عَبْدَ الْحَارِثِ، فَإِنَّهُ يَعِيشُ، فَسَمَّوْهُ عَبْدَ الْحَارِثِ، فَعَاشَ، وَكَانَ ذَلِكَ مِنْ وَحْيِ الشَّيْطَانِ، وَأَمْرِهِ

مسند احمد کی سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت کے راوی عمر بن إبراهيم العبدي أبو حفص البصري – کے لئے کہا جاتا ہے کہ في روايته عن قتادة ضعف کہ قتادہ سے روایت کرنے میں کمزور ہیں – مسند کی اس روایت پر حاشیہ لکھنے والے محقق شعيب الأرنؤوط اور ان کی تحقیقی کمیٹی لکھتی ہے کہ

إسناده ضعيف، کہ اس کی سند ضعیف ہے ابن ابی حاتم والی روایت کے لئے رقم طراز ہیں کہ

وأخرجه ابن أبي حاتم في ''تفسيره'' كما في ''تفسير'' ابن كثير 529/3، والطبراني في ''الكبير'' (6895)، وابن مردويه كما في ''تفسير'' ابن كثير من طريق شاذ بن فيّاض، عن عمر بن إبراهيم، به. قال الترمذي: هذا حديث حسن غريب، لا نعرفه مرفوعاً إلا من حديث عمر بن إبراهيم عن قتادة، ورواه بعضهم عن عبد الصمد ولم يرفعه

ابن ابی حاتم کی روایت کی سند میں بھی عمر بن إبراهيم العبدی أبو حفص البصری ہے

اس راوی کے لئے تہذیب الکمال میں لکھا ہے کہ

قَال أَبُو أَحْمَدَ بْن عدي : يروي عن قتادة أشياء لا يوافق عليها، وحديثه خاصة عن قتادة مضطرب

أَبُو أَحْمد بْن عدي کہتے ہیں: قتادہ سے وہ چیزیں روایت کرتے ہیں جن کی موافقت کوئی نہیں کرتا اور خاص طور پر ان کی حدیثیں قتادہ سے مضطرب ہیں

ابن حزم کا تبصرہ

اب ذرا ابن حزم کے تبصرے پر بھی نگاہ ڈال لی جائے – ابن حزم المتوفی ۴۵۶ ھ اپنی کتاب الفصل فی الملل والأهواء والنحل میں لکھتے ہیں

فَهَذَا تَكْفِير لآدَم عَلَيْهِ السَّلَام وَمن نسب لآدَم عَلَيْهِ السَّلَام الشّرك وَالْكفْر كفرا مُجَردا بِلَا خلاف من أحد من الْأمة وَنحن ننكر على من كفر الْمُسلمين العصاة العشارين القتالين وَالشّرط الْفَاسِقين فَكيف من كفر الْأَنْبِيَاء عَلَيْهِم السَّلَام وَهَذَا الَّذِي نسبوه إِلَى آدم عَلَيْهِ السَّلَام من أَنه سمى ابْنه عبد الْحَارِث خرافة مَوْضُوعَة مكذوبة من تأليف من لَا دين لَهُ وَلَا حَيَاء لم يَصح سندها قطّ وَإِنَّمَا نزلت فِي الْمُشْركين على ظَاهرهَا

یہ تو آدم علیہ السلام کی تکفیر ہے اور جنھوں نے شرک کی نسبت آدم علیہ السلام کی طرف کی ہے....... کہ انہوں نے اپنے بچے کا نام عبد الحارث رکھا تو ان کو نہ دین کی سمجھ ہے نہ شرم و حیا – کیونکہ یہ روایت خرافات کا پلندہ، موضوع اور گھڑی ہوئی جھوٹی روایت ہے بلکہ یہ تو مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے

قارئین آپ نے دیکھا کہ کس طرح النجدی نے ابن حزم کی نامکمل بات پیش کی بلکہ ابن حزم کا اس روایت پر تبصرہ بھی پیش نہ کیا تاکہ اپنے تئیں شرک کی اقسام میں اضافہ کیا جائے – شرک تو انبیا سے سرزرد نہیں ہو سکتے لیکن ان نجدی شطحات کا کیا کیا جائے صرف اس کہ کے ان کو ردی کی ٹوکری کے نذر کیا جائے

احمد شاکر کا تبصرہ

مزید براں قتادہ کے قول وله بسند صحيح عن قتادة قال: ”شركاء في طاعته ولم يكن في عبادته“. کا حوالہ اغلبًا تفسیر طبری سے لیا ہے – احمد شاکر سورہ الاعراف کی آیت ۱۹۰ میں حاشیہ میں بحث سمیٹے ہوئے لکھتے ہیں

قلت: وسترى أن أبا جعفر قد رجح أن المعني بذلك آدم وحواء، قال: ((لإجماع الحجة من أهل التأويل علي ذلك)) .

وإجماع أهل التأويل في مثل هذا، مما لا يقوم الأول: لأن الآية مشكلة، ففيها نسبة الشرك إلى آدم الذي اصطفاه ربه، بنص

كتاب الله، وقد أراد أبو جعفر أن يخرج من ذلك، فزعم (ص: 315) أن القول عن آدم وحواء انقضى عند قوله: ((جعلا له شركاء فيما آتاهما، ثم استأنف قوله: ((فتعالى الله عما يشركون)) ، يعني عما يشرك به مشركو العرب من عبدة الأوثان. وهذا مخرج ضعيف جداً.

الثاني أن مثل هذا المشكل في أمر آدم وحواء، ونسبة الشرك إليهما، مما لا يقضى به، إلا بحجة يجب التسليم لها من نص كتاب، أو خبر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم. ولا خبر بذلك، إلا هذا الخبر الضعيف الذي بينا ضعفه، وأنه من رواية عمر بن إبراهيم، عن قتادة. وروايته عن قتادة مضطربة

احمد شاکر کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ: آپ دیکھیں گے کہ ابو جعفر الطبری کے نزدیک اغلباً آیات آدم و حوا سے متعلق ہیں کہتے ہیں کہ اہل تاویل کا اس کی حجت پر اجتماع ہے—اور اہل تاویل کا اس جیسی چیز پر اجماع دلیل نہیں کیونکہ اول: آیات میں اک مشکل ہے کہ اس میں آدم کی طرف شرک کی نسبت ہے جن کو اللہ نے چنا اور ابو جعفر الطبری نے اس سے یہ نکالا ہے اور یہ زعم کیا کہ (ص ۳۱۵) یہ آدم و حوا کے لئے ہے کہا جعلا لہ شرکاء فیما آتاہما اور پھر کہا کہ فتعالی اللہ عما یشرکون یعنی جیسے عرب کے مشرک بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اور یہ نتیجہ انتہائی بودا ہے—دوئیم اس مثال میں مشکل ہے کہ یہ آدم و حوا کے بارے میں ہے—اور ان کی طرف شرک کی نسبت کرتی ہے—جس کی کوئی ضرورت نہیں سوائے اس کہ کتاب اللہ میں اس پر کوئی نص ہو یا کوئی خبر رسول ہو—اور یہ جو خبر ہے نہایت کمزور ہے اور یہ روایت ہے عمر بن إبراهيم، عن قتادة کی سند سے اور قتادہ سے اس کی روایت مضطرب ہے

اس تمام بحث کا خلاصہ ہے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ عبد الوہاب حق کا ساتھ دیتے اور اس مکذوبہ روایت کو توحید پر مبنی کتاب میں درج ہی نہ کرتے اور آدم و حوا سے متعلق ان ہفوات کو خاطر میں نہ لاتے ۔لیکن افسوس ایسا نہ ہوا اور ان کا قلم بھٹک گیا

باب ١١ : شیطان کا انبیاء پر ہتھیار سے حملہ کرنا

شیاطین کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انگارہ سے حملہ

کیا شیطان فزیکل یا جسمانی نقصان دے سکتا ہے ؟ اس پر صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے کہ ایک رات ابلیس آیا انگارہ لے کر کہ مجھے جلا دے

http://www.islamicurdubooks.com/Sahih-Muslim/Sahih-Muslim.php?vfhadith_id=1248

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، يَقُولُ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ: «أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ» ثُمَّ قَالَ «أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللهِ» ثَلَاثًا، وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ ذَلِكَ، وَرَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ، قَالَ: " إِنَّ عَدُوَّ اللهِ إِبْلِيسَ، جَاءَ بِشِهَابٍ مِنْ نَارٍ لِيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِي، فَقُلْتُ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قُلْتُ: أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللهِ التَّامَّةِ، فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَرَدْتُ أَخْذَهُ، وَاللهِ لَوْلَا دَعْوَةُ أَخِينَا سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحَ مُوثَقًا يَلْعَبُ بِهِ وِلْدَانُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ

ابو درداء سے حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو ہم نے سنا آپ کہہ رہے تھے میں تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں پھر کہا کہ میں تجھ پر اللہ کی لعنت کرتا ہوں آپ نے تین بار کہا اور اپنے ہاتھ کو آگے بڑھایا کہ کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ہم نے نماز میں وہ بات سنی ہے جو آپ پہلے کبھی نہیں کہا کرتے تھے اور ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ آپ نے ہاتھ کو بڑھایا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا دشمن ابلیس ایک انگارہ لے کر آیا تھا تاکہ وہ اسے میرے چہرے پر مارے، تو میں نے تین مرتبہ کہا کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں پھر میں نے تین بار کہا میں تجھ پر اللہ کی مکمل لعنت کرتا ہوں تو وہ پیچھے نہ ہوا پھر میں نے ارادہ کیا کہ اسے پکڑ لوں اللہ کی قسم اگر ہمارے بھائی سلیمان کی دعا نہ ہوتی تو یہ بندھا ہوا ہوتا اور اہل مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے پھرتے۔

اس کی سند میں ربيعة بن يزيد أبو شعيب الإيادي الدمشقي القصير کا تفرد ہے- لوگوں نے اس کو ثقہ کہا ہے لیکن دار قطنی کے نزدیک ان کا درجہ اعتبار کا ہے- ابلیس انگارے سے رسول اللہ کو جلانا چاہتا تھا اس پر کوئی شاہد صحیح السند حدیث نہیں ہے

اس کی سند میں معاوية بن صالح بن حدير قَاضِي الأَنْدَلُسِ، أَبُو عَمْرٍو کا بھی تفرد ہے

قال عبد الله بن أحمد: حدثني أبي، عن عبد الرحمن بن مهدي، قال: كنا بمكة نتذاكر الحديث فبينا نحن كذا إذا إنسان قد دخل فيما بيننا فسمع حديثنا، فقلنا له: من أنت؟ قال: أنا معاوية بن صالح، قال: فاحتوشناه. «العلل» (409).

احمد کہتے ہیں اس سے وحشت ہوتی تھی

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَدَائِنِيُّ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ عَبْدَةَ، قَالَ: قَال يَحْيى بْن مَعِين كَانَ ابْن مهدي إِذَا حدث بحديث مُعَاوِيَة بْن صَالِح زبره يَحْيى بْن سَعِيد وَقَالَ إيش هَذِهِ الأحاديث وكان ابْن مهدي لا يبالي عمن روى ويحيى ثقة في حديثه.

یحیٰی اس کی حدیث نہیں لیتے تھے کہتے یہ کیسی کیسی حدیث لاتا ہے۔

الغرض یہ انگارے والی روایت منکر ہے۔ مسند احمد کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ حَاتِمٍ أَبُو سَلَمَةَ الْعَنَزِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ، قَالَ: قُلْتُ: لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَنْبَشٍ التَّمِيمِيِّ، وَكَانَ كَبِيرًا، أَدْرَكْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ صَنَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ كَادَتْهُ الشَّيَاطِينُ، فَقَالَ: إِنَّ الشَّيَاطِينَ تَحَدَّرَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَوْدِيَةِ، وَالشِّعَابِ، وَفِيهِمْ شَيْطَانٌ بِيَدِهِ شُعْلَةُ نَارٍ، يُرِيدُ أَنْ يُحْرِقَ بِهَا وَجْهَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهَبَطَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ قُلْ، قَالَ: " مَا أَقُولُ؟ " قَالَ: " قُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، وَذَرَأَ وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ، يَا رَحْمَنُ "، قَالَ: فَطَفِئَتْ نَارُهُمْ، وَهَزَمَهُمُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

أَبُو التَّيَّاحِ کہتے ہیں میں نے عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَنْبَشٍ سے کہا اور وہ بوڑھے تھے کہ اپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا؟ انہوں نے کہا ہاں — میں نے پوچھا کہ اس رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا تھا جس میں شیاطین نے کروائی کی؟ انہوں نے کہا اس رات .... شیطانوں نے حملہ کیا... اور ان میں ابلیس بھی تھا جس کے ہاتھ میں اگ تھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو جلانا چاہتا تھا .... پس جبریل نازل ہوئے اور کہا اے محمد کہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا؟ جبریل علیہ السلام نے کہا بولو

شعیب الأرنؤوط اس کی سند میں جعفر بن سليمان: وهو الضبعي کا تفرد ہے جو مظبوط نہیں ہے۔ بخاری کہتے ہیں اس کی روایت پر نظر ہے۔ کہتے ہیں یہ إسناده ضعيف سند ضعیف ہے۔ حدیث کی بعض کتب میں یہ روایت المسيب بن واضح اور مصعب بن شيبة بن جبير بن شيبة کی سند سے بھی ہے جو دونوں ضعیف ہیں۔ راقم کہتا ہے ابلیس تو کسی صحابی کو نظر نہیں آ سکتا لیکن انگارہ کوئی غیبی چیز نہیں جو کوئی دیکھ نہ سکے لہذا یہ متن منکر ہے

: صحیح بخاری میں ہے- بَابُ الأَسِيرِ أَوِ الْغَرِيمِ يُرْبَطُ فِي الْمَسْجِدِ

باب: قیدی یا قرض دار جسے مسجد میں باندھ دیا گیا ہو

حدیث نمبر: 461

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ، فَأَمْكَنَنِي اللَّهُ مِنْهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ، فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ: رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي"، قَالَ: رَوْحٌ فَرَدَّهُ خَاسِئًا.

ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے روح بن عبادہ اور محمد بن جعفر نے شعبہ کے واسطہ سے بیان کیا، انہوں نے محمد بن زیاد سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گذشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا۔ یا اسی طرح کی کوئی بات آپ نے فرمائی، وہ میری نماز میں خلل ڈالنا چاہتا تھا۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا اور میں نے سوچا کہ مسجد کے کسی ستون کے ساتھ اسے باندھ دوں تاکہ صبح کو تم سب بھی اسے دیکھو۔ پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کی یہ دعا یاد آ گئی (جو سورۃ ص میں ہے) اے میرے رب! مجھے ایسا ملک عطا کرنا جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو۔ راوی حدیث روح نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شیطان کو ذلیل کر کے دھتکار دیا۔

معلوم ہوا کہ جن نماز میں خلل ڈال رہا تھا نہ کہ یہ آگ لایا تھا

قرآن سے معلوم ہے کہ جن نے کہا کہ ملکہ سبا کا تخت لا سکتا ہے- اب سوال ہے کہ کیا جنات انسان کو اٹھا اٹھا کر زمین پر پٹخ نہیں سکتے ؟

ابن تیمیہ البتہ فتاوی میں کہتے ہیں

وَنَحْنُ نَعْرِفُ كَثِيرًا مِنْ هَؤُلَاءِ فِي زَمَانِنَا وَغَيْرِ زَمَانِنَا: مِثْلُ شَخْصٍ هُوَ الْآنَ بِدِمَشْقَ كَانَ الشَّيْطَانُ يَحْمِلُهُ مِنْ جَبَلِ الصَّالِحِيَّةِ إلَى قَرْيَةٍ حَوْلَ دِمَشْقَ

ہم اپنے زمانے سے بہت اور دوسرے ادوار کے بھی لوگوں کو جانتے ہیں مثلا آجکل دمشق میں ایک شخص کو شیطان جبل الصالحیہ سے لے کر دمشق کے قرب میں ایک گاؤں میں لے جاتا ہے

مشرکین مکہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرنے زمین پر چل کر مدینہ آنا پڑتا تھا - ایسا کسی حدیث میں نہیں کہ ابلیس نے ٹرانسپورٹ کیا ہو - راقم کہتا ہے جنات کو انسانوں کو فزیکل نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں ہے نہ ہی ان کا بس اس پر ہے کہ انسانوں کو آسمان میں منتقل کریں یا کسی شہر میں- ان کو جو اختیار انسانوں کے حوالے سے دیا گیا ہے وہ صرف بہکانے کا ہے

باب ۱۲ : شیطان کا خود ساختہ آیات القا کرنا

اللہ تعالی کا فرمان ہے

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الأُخْرَى أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الأُنْثَى تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَى إِنْ هِيَ إِلا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا من سُلْطَان

کیا تم نے اللّات، العُزّیٰ اور ایک اور تیسری مَنَاة کو دیکھا؟ کیا تمہارے لئے تو ہوں لڑکے اور اس کے لئے لڑکیاں؟ یہ تو بڑی غیر منصفانہ تقسیم ہوئی! یہ تو صرف چند نام ہیں، جو تم نے اور تمہارے اباؤ اجداد نے رکھ دیے ہیں، اللہ کی طرف سے ان پر کوئی سند نہیں اتری

اللات طائف میں، العُزّیٰ مکہ میں اور مَنَاة مدینہ میں عربوں کی خاص دیویاں تھیں

الکلبی (المتوفی: 204ھ-) کی کتاب الاصنام میں ہے

عرب طواف میں پکارتے

وَاللاتِ وَالعُزَّى وَمَنَاةَ الثَّالِثِةِ الأُخْرَى... فَإنَّهُنَّ الغَرانيقُ العُلَى وإنّ شفاعتهن لَتُرتَجَى

اور اللاتِ اور العُزّیٰ اور ایک اور تیسری مَنَاة

یہ تو بلند پرند نما حسین (دیویاں) ہیں اور بے شک ان کی شفاعت گونجتی ہے

کتاب غریب الحدیث از ابن الجوزی کے مطابق

تِلْكَ الغرانيق الْعلَا قَالَ ابْن الْأَعرَابِي الغرانيق الذُّكُور من الطير

وَاحِدهَا غرنوق وغرنيق وَكَانُوا يدعونَ أَن الْأَصْنَام تشفع لَهُم فشبهت بالطيور الَّتِي ترْتَفع إِلَى السَّمَاء وَيجوز أَن تكون الغرانيق جمع الغرانق وَهُوَ الْحسن

یہ تو بلند غرانیق ہیں –ابن الاعرابی کہتے ہیں غرانیق سے مراد نر پرندے ہیں جن کا واحد غرنوق ہے اور غرنیق ہے یہ مشرکین ان (دیویوں) کو اس نام سے اس لئے پکارتے تھے کیونکہ یہ بت ان کے لئے شفاعت کرتے اور (نر) پرندے بن کر جاتے جو آسمان میں بلند ہوتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد حسن ہو

تاج العروس اور غریب الحدیث از ابن قتیبہ میں کہا گیا ہے کہ غرانیق سے مراد

طیور الماء طویلۃ العنق پانی کے پرندے ہیں جن کی طویل گردن ہوتی ہے

اردو میں ان کو بگلا کہتے ہیں مشرکین نے فرشتوں کو بگلے بنا دیا اور پھر ان کو دیوی کہا

تفسیر بغوی میں سورہ الحج کی تفسیر میں لکھا ہے

[سورة الحج (22) : الآيات 52 الى 53] وما أَرْسَلْنا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلا نَبِيٍّ إِلاَّ إِذا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آياتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (52) لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْقاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقاقٍ بَعِيدٍ (53)

.قَوْلُهُ تَعَالَى: وَما أَرْسَلْنا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلا نَبِيٍّ إِلَّا إِذا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ، الْآيَةَ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ وَغَيْرُهُمَا مِنَ الْمُفَسِّرِينَ: لَمَّا رَأَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَلِّي «1467» قَوْمِهِ عَنْهُ وَشَقَّ عَلَيْهِ مَا رَأَى مِنْ مُبَاعَدَتِهِمْ عَمَّا جَاءَهُمْ بِهِ مِنَ اللَّهِ تَمَنَّى فِي نَفْسِهِ أَنْ يَأْتِيَهُ مِنَ اللَّهِ مَا يُقَارِبُ بَيْنَهُ

وَبَيْنَ قَوْمِهِ لِحِرْصِهِ عَلَى إِيمَانِهِمْ، فكان يوما في مجلس لقريش فأنزل الله تعالى سورة والنجم فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَلَغَ قَوْلَهُ: أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى (19) وَمَناةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرى (20) [النجم: 19- 20] أَلْقَى الشَّيْطَانُ عَلَى لِسَانِهِ بِمَا كَانَ يُحَدِّثُ بِهِ نَفْسَهُ وَيَتَمَنَّاهُ: تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلَى وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجَى، فَلَمَّا سَمِعَتْ قُرَيْشٌ ذَلِكَ فَرِحُوا بِهِ وَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قِرَاءَتِهِ، فَقَرَأَ السُّورَةَ كُلَّهَا وَسَجَدَ فِي آخِرِ السُّورَةِ فَسَجَدَ الْمُسْلِمُونَ بِسُجُودِهِ وَسَجَدَ جَمِيعُ مَنْ فِي الْمَسْجِدِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَلَمْ يَبْقَ فِي الْمَسْجِدِ مُؤْمِنٌ وَلَا كَافِرٌ إِلَّا سَجَدَ إِلَّا الْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ وَأَبُو أُحَيْحَةَ سَعِيدُ بْنُ العاص فَإِنَّهُمَا أَخَذَا حَفْنَةً مِنَ الْبَطْحَاءِ وَرَفَعَاهَا إِلَى جَبْهَتَيْهِمَا وَسَجَدَا عَلَيْهَا لِأَنَّهُمَا كَانَا شَيْخَيْنِ كَبِيرَيْنِ فَلَمْ يَسْتَطِيعَا السُّجُودَ، وَتَفَرَّقَتْ قُرَيْشٌ وَقَدْ سَرَّهُمْ مَا سَمِعُوا مِنْ ذِكْرِ آلِهَتِهِمْ وَيَقُولُونَ قَدْ ذَكَرَ مُحَمَّدٌ آلِهَتَنَا بِأَحْسَنِ الذِّكْرِ، وَقَالُوا قَدْ عَرَفْنَا أَنَّ اللَّهَ

يُحْيِي وَيُمِيتُ وَيَخْلُقُ وَيَرْزُقُ وَلَكِنَّ آلِهَتَنَا هذه تشفع لنا عنده، فإن جعل لها محمد نَصِيبًا فَنَحْنُ مَعَهُ، فَلَمَّا أَمْسَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَاذَا صَنَعْتَ لَقَدْ تَلَوْتَ عَلَى النَّاسِ مَا لَمْ آتِكَ بِهِ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَحَزِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُزْنًا شَدِيدًا وَخَافَ من الله خوفا كبيرا [1] فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ يُعَزِّيهِ وَكَانَ بِهِ رَحِيمًا، وَسَمِعَ بِذَلِكَ مَنْ كَانَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَهُمْ سُجُودُ قُرَيْشٍ. وَقِيلَ: [قد] [2] أَسْلَمَتْ قُرَيْشٌ وَأَهْلُ مَكَّةَ فَرَجَعَ أَكْثَرُهُمْ إِلَى عَشَائِرِهِمْ، وَقَالُوا: هُمْ أَحَبُّ إِلَيْنَا حَتَّى إِذَا دَنَوْا مِنْ مَكَّةَ بَلَغَهُمْ أَنَّ الَّذِي كَانُوا تُحَدِّثُوا بِهِ [3] مِنْ إِسْلَامِ أَهْلِ مَكَّةَ كَانَ بَاطِلًا فَلَمْ يَدْخُلْ أَحَدٌ إِلَّا بِجِوَارٍ أَوْ مُسْتَخْفِيًا فَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ قَالَتْ قُرَيْشٌ: نَدِمَ مُحَمَّدٌ عَلَى مَا ذَكَرَ مِنْ مَنْزِلَةِ آلِهَتِنَا عِنْدَ اللَّهِ فَغَيَّرَ ذَلِكَ وَكَانَ الْحَرْفَانِ اللَّذَانِ أَلْقَى الشَّيْطَانُ عَلَى لِسَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ وَقَعَا فِي فَمِ كُلِّ مُشْرِكٍ فَازْدَادُوا شَرًّا إِلَى مَا كَانُوا عَلَيْهِ، وَشِدَّةً عَلَى مَنْ أَسْلَمَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَما أَرْسَلْنا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَهُوَ الَّذِي يَأْتِيهِ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ عِيَانًا، وَلَا نَبِيٍّ، وَهُوَ الَّذِي تَكُونُ نُبُوَّتُهُ إِلْهَامًا أو مناما، فكل رَسُولٍ نَبِيٌّ، وَلَيْسَ كُلُّ نَبِيٍّ رَسُولًا. إِلَّا إِذَا تَمَنَّى، قَالَ بَعْضُهُمْ: أَيْ: أَحَبَّ شَيْئًا وَاشْتَهَاهُ وحدّث به نفسه مما لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ أَلْقَى الشَّيْطَانُ في أمنيته يعني مُرَادِهِ. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا حَدَّثَ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي حديثه ما وجد إِلَيْهِ سَبِيلًا، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا تَمَنَّى أَنْ يُؤْمِنَ بِهِ قومه ولم يتمنى ذَلِكَ نَبِيٌّ إِلَّا أَلْقَى الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ مَا يَرْضَى بِهِ قَوْمُهُ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ.

عبداللہ بن عباس اور محمد بن کعب القرظی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کی اسلام سے بے رغبتی پر انتہائی افسردہ وغمگیں تھے، اور قریش کے جانب سے دعوت اسلام کو پزیرائی حاصل نہ ہونے پر سخت مایوس تھے، ان کے دل میں شدت میں سے یہ چاہت تھی کہ اللہ کی جانب سے کوئی ایسا کلام نازل ہو جو موحدین اور مشرکین کے درمیان دوری کو قربت میں تبدیل کر دے۔ ایک مرتبہ پیغمبر اسلام بیت اللہ میں قریش کی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر اللہ کی جانب سے وحی کا نزول شروع ہوا اور آپ نے سورۃ النجم کی قراءت شروع کی اور جب ان آیات تک پہنچے افرأیتم اللات والعزیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ تو شیطان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ جاری کرا دیئے تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجی (یعنی یہ لات اور منات بہت بلند پایہ کے بت ہیں اور یقیناً ان کی شفاعت بھی اللہ کے ہاں قبول کی جائے گی) مشرکین آپ کی زبان سے اپنے معبودین کے لئے یہ الفاظ سن کر انتہائی مسرور ہوئے پیغمبر اسلام نے اپنی تلاوت مکمل کرنے کے بعد سجدہ تلاوت کیا تو اس مجلس میں موجود تمام مشرکین بھی سجدہ ریز ہو گئے اور بیت اللہ میں موجود کوئی بھی مومن اور مشرک ایسا نہ بچا جو سجدہ ریز نہ ہوا ہو۔ اس مجلس میں موجود ولید بن مغیرہ اور ابواحیحہ سعید بن العاص جو دونوں انتہائی ضعیف تھے اور سجدہ کرنے پر قادر نہ تھے اس لئے دونوں نے زمین سے مشت بھر مٹی اٹھا کر پیشانی سے تک لے گئے اور اس پر سجدہ کیا۔ اس کے بعد مجلس برخاست ہوئی اور قریش کے لوگ بے حد خوش ہوئے کہ آج محمد نے پہلی دفعہ قریش کے معبودین کا ذکر اچھے الفاظ میں کیا اور انہوں نے کہا کہ آج ہمیں معلوم ہو گیا کہ اللہ ہی زندگی اور موت دیتا ہے وہی رزق دیتا ہے اور تخلیق کرتا ہے اور ہمارے یہ معبود یعنی لات ومنات اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے، پس اگر محمد ہمارے معبودوں کو ایسے بہتر الفاظ کے ساتھ یاد

کرے گا تو ہم بھی اس کے ساتھ ہیں۔ پھر شام کو جبرائیل پیغمبر محمد کے پاس آئے اور کہا کہ اے محمد آج تم نے کیا کیا؟ آج تم نے قریش کے سامنے وہ کلام تلاوت کیا جو تم پر اللہ کی طرف سے نازل نہیں ہوا تھا، یہ سن کر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد غمگیں ہوگئے اور ان پر خشیت الٰہی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ تو اللہ کو رحم آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کیلئے یہ آیت نازل کی۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّـهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّـهُ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّـهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے قبل بھی جتنے رسول اور پیغمبر بھیجے ان میں سے ہر ایک (کے ساتھ یہ واقعہ ضرور پیش آیا کہ) جب انہوں نے (اللہ کے کلام کو) پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں اپنی جانب سے الفاظ شامل کر دیئے، پھر اللہ شیطان کے شامل کئے ہوئے الفاظ کو تو ختم کر دیتا ہے اور اپنی آیات کو برقرار رکھتا ہے اور اللہ تو بہت ہی خبر رکھنے والا اور سیانا ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرکین مکہ نے کہا محمد ہمارے معبودوں کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کرنے پر شرمندہ ہے اس لئے اس نے اپنا کلام بدل لیا۔ (بحوالہ تفسیر بغوی در تفسیر سورۃ الحج آیت نمبر ۵۲)

لنک

http://library.islamweb.net/newlibrary/display_book.php?flag=1&bk_no=51&surano=22&ayano=52

یہ واقعہ اپنے اضطراب کے ساتھ کئی اور تفاسیر میں بھی بیان ہوا ہے مثلا

تفسیر مقاتل بن سلیمان المتوفی ۱۵۰ھ

تفسیر یحیٰی بن سلام المتوفی ۲۰۰ھ

تفسیر الطبری ۳۱۰ھ

تفسیر ابن أبي زَمَنِين المتوفی ۳۹۹ھ

تفسیر الثعلبی، أبو إسحاق المتوفی ۴۲۷ھ

تفسیر بغوی المتوفی ۵۱۶ھ

ان آیات کے الفاظ عربوں میں مشہور تھے اور یہ دیویوں کا بھجن تھے

فَإِنَّ شَفَاعَتَهَا هِيَ الْمُرْتَجَى وَإِنَّهَا لِمَنَ الْغَرَانِيقِ الْعُلَى

یہ تو بلند پرند نما حسین (دیویاں) ہیں اور بے شک ان کی شفاعت گو نجتی ہے

لہذا یہ کوئی ایسی آیات نہ تھی جو مشرکین نہ سنتے ہوں

کیا واقعہ غرانیق ہوا ہے کہ معاذاللہ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے غلط الفاظ ادا ہوئے ؟

ابن کثیر الدمشقی نے اور الاکوسی اس واقعہ کا انکار کیا اور ابن حجر المصری نے اس کا استقرار کیا ہے کہ یہ ہوا ہے اور ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ اس کا کوئی نہ کوئی اصل تھا جس پر البانی نے ابن حجر عسقلانی پر جرح کی ہے - ابن تیمیہ نے اس کی تاویل کی ہے اپنے فتاوی ج ۱۰ ص ۲۹۱ میں کہتے ہیں

قَالَ هَذَا أَلْقَاهُ الشَّيْطَانُ فِي مَسَامِعِهِمْ وَلَمْ يَلْفِظْ بِهِ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ شیطان کا القا تھا مشرکین کے کانوں پر اور یہ رسول اللہ کے الفاظ نہ تھے

الذھبی نے سیر اعلام النبلاء ج 1 ص 149 پر اس کا ذکر کیا ہے اور کوئی جرح نہیں کی ہے-الزمخشری معتزلی نے الکشاف میں اس کو بیان کیا ہے کوئی جرح نہیں کی- دکتور عمر عبد السلام التدمری تاریخ الاسلام از الذھبی پر اپنی تعلیق میں لکھتے ہیں

وقال الحافظ البيهقي في دلائل النبوّة 2/ 62: هذه القصة غير ثابتة من جهة النقل. وبيّن جرح رواتها وطعن حملة العلم فيهم. وفي «البحر» أنّ هذه القصة سئل عنها محمد بن إسحاق صاحب «السيرة» فقال: هذا من وضع الزنادقة. وقال أبو منصور الماتريديّ: الصّواب أنّ قوله «تلك الغرانيق إلخ» من جملة إيحاء الشيطان إلى أوليائه من الزّنادقة، والرسالة بريئة من هذه الرواية.

وقال القاضي عياض في الشفاء 2/ 28: يكفيك أنّ هذا الحديث لم يخرجه أحد من أهل الصّحة، ولا رواه ثقة بسند سليم متصل، مع ضعف نقلته، واضطراب رواياته، وانقطاع إسناده، واختلاف كلماته.

وقد فصّل القاضي عياض عدم صحّة هذه الرواية من عدّة وجوه يحسن مراجعتها. في كتابه الشفاء 2/ 116- 123، وانظر تفسير القرطبي 12/ 82، والنويري في نهاية الأرب 16/ 235- 241.

بیہقی نے دلائل النبوہ میں کہا ہے یہ قصہ غیر ثابت ہے نقلی لحاظ سے اور البحر از ابو حیان میں ہے کہ ابن اسحاق سے اس قصہ پر سوال ہوا تو کہا یہ زنادقہ کا گھڑا ہوا ہے اور ابو منصور ماتریدی کہتے ہیں ٹھیک یہ قول ہے کہ تلک الغرانیق کا قول شیطان کی اپنے اولیاء پر وحی ہے اور

قاضی عیاض کہتے ہیں یہی کافی ہے کہ اہل صحت میں سے کسی نے اس کی تخریج نہیں کی نہ اس کے راوی متصل سند ہیں ثقاہت کے ساتھ پھر انکا نقل میں کمزور ہونا ہے اور روایات کا اضطراب ہے اور اسناد میں انقطاع ہے اور کلمات کا اختلاف ہے انتھی

اس پورے قصے کو محمد بن قیس بن مخرمۃ اور محمد بن کعب سے محمد بن السائب بن بشر الکلبی المتوفی ۱۴۶ھ منسوب کرتا ہے اسی طرح إبي العالیۃ البصری المتوفی ۹۳ھ، السدی کوفی مَولَی قَیس بُن مَخرَمۃ المتوفی ۱۲۷ھ، قتادہ بصری المتوفی ۱۱۸ھ نے بھی اس پر تبصرے کیے ہیں اس کے علاوہ اس کو عثمان بن الأسود مکی المتوفی ۱۵۰ھ، عن سعید بن جبیر المتوفی ۹۵ھ، عن ابن عباس کی سند سے بھی بیان کیا گیا ہے مثلا اسباب النزول الواحدی میں اور ابن مردویہ میں- اسی طرح إبي بشر جعفر بن إیاس بصری المتوفی ۱۲۶ھ کی سند سے یہ سعید بن جبیر کا مرسل قول ہے

لہذا سب سے پہلے اس واقعہ کا ذکر بصریوں مثلا رفيع بْن مهران بصري المعروف بأبي العالية الرياحي المتوفى ۹۰ یا ۹۳ ھ نے مرسل روایت کیا ہے اور قتادہ البصری المتوفی ۱۱۸ھ نے روایت کیا ہے — قتادہ خود بھی أَبُو الْعَالِيَةِ البصری کے شاگرد ہیں دونوں مدلس ہیں- ایک طرف تو بصرہ میں اس کو قتادہ بیان کرتے ہیں دوسری طرف مکہ میں سعید بن جبیر المتوفی ۹۵ھ بھی ابن عباس سے اس کو روایت کرتے ہیں- یعنی لگ بھگ سن ۸۰ھ کے بعد اس قصہ کا دور شروع ہوا اور اس کا گڑھ بصرہ تھا وہاں سے یہ مکہ پہنچا اور اس کو ابن عباس رضی اللہ سے منسوب کیا گیا ہے

کتاب المعرفۃ والتاریخ: 148/2 از الفسوی کے مطابق شعبہ نے کہا

لم يسمع قتادة من أبي العالية إلا ثلاثة أشياء. قلت ليحيى عدها، قال قول علي رضي الله عنه القضاه ثلاثة، وحديث: لا صلاه بعد العصر، وحديث يونس بن متى.

قتادہ نے ابي العالیہ سے صرف تین چیزیں سنیں میں نے یحییٰ سے کہا ان کو گن دیجیے کہا علی رضی اللہ عنہ کا قول فیصلوں کے بارے میں اور حدیث کہ عصر کے بعد نماز نہیں اور حدیث یونس بن متی

یعنی بصرہ میں اس روایت کا منبع قتادہ ہوئے جو اس کا ذکر کرتے ہیں- یہ سخت مدلس تھے اور روایت جس سے سن لیں اس کا نام بعض اوقات نہیں لیتے

امام یحیٰی بن معین نے فرمایا: "لم یلق سَعِید بن جبیر، ولا مجاہدا ولا سُلَیْمان بن یسار" قتادہ نے سعید بن جبیر، مجاہد، اور سلیمان بن یسار میں سے کسی کو نہیں پایا۔ سوالات ابن الجنید: -

یعنی سعید بن جبیر المتوفی ۹۵ھ کو یہ روایت قتادہ سے نہیں ملی

اس کی دو سندیں ہیں

أَبِي بِشْرٍ بصرى (جعفر بن إياس، وهو ابن أبي وَحْشِيَّة المتوفى ١٢٤ ه)، عَن سَعِيد بْنِ جُبَير، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

المعجم الکبیر از طبرانی اور مسند البزار

اور

عُثْمَانُ بْنُ الأَسْوَدِ المکی المتوفی ١٤٧ ه عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

یعنی ایک بصری اور ایک مکی نے اس روایت کو سعید بن جبیر سے منسوب کیا ہے اس میں جعفر بن ایاس کو محدثین ثقہ کہتے ہیں اور عُثْمَانُ بْنُ الأَسْوَدِ کو بھی ثقہ کہتے ہیں۔ یعنی محدثین کے مطابق اس روایت کا بار سعید بن جبیر نے اٹھا لیا کیونکہ اس کی سند میں ثقات ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں اس کو صرف سعید بن جبیر ہی روایت کرتے ہیں۔ حجاج بن یوسف نے سعید بن جبیر کو قتل کیوں کیا؟ اس سوال کا جواب شاید یہ روایت ہے

روایت پسندی صحیح نہیں ہے سنن دارمی کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ حَدَّثَ يَوْمًا بِحَدِيثٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَجُلٌ: فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا يُخَالِفُ هَذَا، قَالَ: «لَا أُرَانِي أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُعَرِّضُ فِيهِ بِكِتَابِ اللَّهِ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَ بِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى مِنْكَ»

سعید بن جبیر نے ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کی تو ایک شخص نے کہہ دیا: قرآن میں اس کے خلاف بات موجود ہے۔ اس پر انہوں نے فرمایا: میں تجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو اس کے خلاف اللہ کی کتاب پیش کر رہا ہے! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی کتاب کے مندرجات کو تجھ سے بڑھ کر جانتے تھے۔

آج علماء یہی کہہ رہے ہیں کہ غرانیق والی روایت باوجود یہ کہ سعید بن جبیر سے ثقات نے روایت کی ہے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآن میں اس کے خلاف موجود ہے کہ رسول اللہ سے غلطی نہیں ہو سکتی لہذا راقم کہتا ہے اس قسم کی روایات کا بار راویوں پر ہے

علماء جو اس روایت کے خلاف ہیں وہ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ قتادہ یا سعید بن جبیر نے اس قسم کی فضول روایت کیوں بیان کیں۔ سورہ حج کی آیات مدنی ہیں اور سورہ النجم مکی سورہ ہے ظاہر ہے اتنے طویل عرصے کے بعد اس پر تبصرہ کوئی معنی نہیں رکھتا –

وہابی اور غیر مقلد علماء کی بدلتی آراء

البانی کی رائے

البانی نے نصب المجانیق لنسف قصۃ الغرانیق میں اس کی اسناد کو جمع کیا اور کہا ہے کہ تمام ضعیف ہیں بلکہ موضوع ہیں

محمد بن عبد الوہاب النجدی کی رائے

مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مؤلف: محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان التمیمی النجدی (المتوفی: 1206ھ) لکھتے ہیں

قصته صلى الله عليه وسلم معهم – لما قرأ سورة النجم بحضرتهم – فلما وصل إلى قوله: {أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى – وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى} [النجم: 19 – 20] (1) ألقى الشيطان في تلاوته: تلك الغرانيق العلى، وإن شفاعتهن لترتجى.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قصہ ہے کہ جب انہوں نے سورہ النجم کی قرات قریش کی موجودگی میں کی جب اس آیت پر آئے

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى – وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى

تو شیطان نے تلاوت میں القا کیا

تلك الغرانيق العلى، وإن شفاعتهن لترتجى

محمد بن عبد الوھاب النجدی نے اس واقعہ کو درجہ قبولیت دیا

زهیر الشاویش کی رائے

تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید الذی ہو حق اللہ علی العبید از سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب (المتوفی: 1233ھ) مع تحقیق زہیر الشاویش میں بھی اس کا ذکر کیا

فلما أنزل الله سورة النجم قال: {أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى} [النجم] ألقى الشيطان عندها كلمات حين ذكر الطواغيت فقال: تلك الغرانيق العلا، وإن

شفاعتهن لترتجى ..... وهي قصة مشهورة صحيحة رويت عن ابن عباس من طرق بعضها صحيح. ورويت عن جماعة من التابعين بأسانيد صحيحة منهم عروة وسعيد بن جبير وأبو العالية وأبو بكر بن عبد الرحمن وعكرمة، والضحاك وقتادة، ومحمد بن كعب القرظي ومحمد بن قيس والسدي وغيرهم. وذكرها أيضًا أهل السير وغيرها وأصلها في" الصحيحين ".

پس جب اللہ تعالی نے سورہ نجم نازل کی فرمایا

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى – وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى

تو شیطان نے کلمات تلاوت میں القا کیے جن میں طاغوتوں کا ذکر تھا کہا

تلك الغرانيق العلى، وإن شفاعتهن لترتجى

اور یہ قصہ صحیح و مشہور ہے ابن عباس سے روایت کیا گیا ہے جن میں سے بعض صحیح ہیں اور تابعین کی ایک جماعت نے صحیح اسناد کے ساتھ اس کو عروہ بن زبیر اور سعید بن جبیر اور ابو العالیہ اور ابو بکر بن عبد الرحمان اور عکرمہ اور ضحاک اور قتادہ سے محمد بن كعب القرظي ومحمد بن قيس والسدي سے روایت کیا ہے اور دیگر اہل سیرت نے بھی روایت کا ہے اس کی اصل صحیحین میں موجود ہے

أسامة بن عطايا العتيبي کی رائے

عصر حاضر کے ایک وہابی عالم اِسامۃ بن عطایا العتیبی نے عبد الوہاب نجدی کا دفاع کیا اور کتاب تیسیر العزیز الحمید میں مقدمۃ التحقیق میں الحاشیۃ ص 30 پر لکھا

انْتَقَدَ بَعْضُ العُلَمَاءِ إِيْرَادَ شَيْخِ الإِسْلامِ مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِالوَهَّابِ لِقِصَّةِ الغَرَانِيقِ فِي مُخْتَصَرِهِ لِلسِّيْرَةِ، وَهَذَا فِي حَقِيْقَتِهِ انْتِقَادٌ غَيْرُ صَحِيْحٍ، فَقِصَّةُ الغَرَانِيقِ ثَابِتَةٌ، تَلَقَّتْهَا الأُمَّةُ بِالقَبُولِ، وَقَدْ صَحَّحَهَا جَمَاعَةٌ مِنَ الأَئِمَّةِ مِنْهُمُ: الضِّيَاءُ الْمَقْدِسِيُّ فِي الْمُخْتَارَةِ (10/ 234)، وَالْحَافِظُ ابنُ حَجَرٍ فِي تَخْرِيجِ أَحَادِيْثِ الكَشَّافِ (4/ 114)، وَالسُّيُوطِيُّ، وَالشَّيْخُ سُلَيمَانُ وَغَيْرُهُمْ، وَفَسَّرَهَا -أيْ قَولَهُ تَعَالَى: {أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ} بِهَا جَمَاعَةٌ مِنْ الأَئِمَّةِ كَابنِ جرِيْرٍ (17/ 186)، والنَّحَّاسِ فِي مَعَانِي القُرْآنِ (4/ 426)، وَالبَغَوِيّ (3/ 293-294)، والوَاحِدِيّ فِي تَفْسِيْرِهِ (2/ 737)، وَأَبُو اللَّيثِ السَّمَرْقَنْدِيّ (2/ 465)، وابنِ أَبِي زَمَنِيْنَ (3/ 186)، والسَّمْعَانِيّ (3/ 448)، وابنِ جُزَيٍّ فِي التَّسْهِيْلِ (3/ 44)، وَشَيْخ الإسْلامِ ابن تَيْمِيَّةَ فِي مَجْمُوعِ الفَتَاوَى (2/ 282)، وَقَالَ فِي مِنْهَاجِ السُّنَّةِ (2/ 409): «عَلَى الْمَشْهُورِ عِنْدَ السَّلَفِ والْخَلَفِ» وَالسَّعْدِيّ (ص/ 542) وَغَيْرُهُمْ كَثِيْرٌ جدًّا

بعض علماء نے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب پر مختصر سیرہ میں قصہ غرانیق کا ذکر کرنے پر تنقید کی ہے اور حقیقت میں یہ تنقید صحیح نہیں ہے کیونکہ قصہ غرانیق ثابت ہے اس کو امت نے تلقیھا بالقبول کا درجہ دیا ہے اور ایک جماعت نے اس کو صحیح کہا ہے جن میں ہیں

الضِّيَاءُ الْمَقْدِسِيُّ فِي الْمُخْتَارَةِ (10/ 234)، وَالْحَافِظُ ابنُ حَجَرٍ فِي تَخْرِيجِ أَحَادِيْثِ الكَشَّافِ (4/ 114)، وَالسُّيُوطِيُّ، وَالشَّيْخُ سُلَيمَانُ وَغَيْرُهُمْ، وَفَسَّرَهَا -أيْ قَولَهُ تَعَالَى: {أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ} بِهَا جَمَاعَةٌ مِنْ الأَئِمَّةِ كَابنِ جرِيْرٍ (17/ 186)، والنَّحَّاسِ فِي مَعَانِي القُرْآنِ (4/ 426)، وَالبَغَوِيّ (3/ 293-294)، والوَاحِدِيّ فِي تَفْسِيْرِهِ (2/ 737)، وَأَبُو اللَّيثِ السَّمَرْقَنْدِيّ (2/ 465)، وابنِ أَبِي زَمَنِيْنَ (3/ 186)، والسَّمْعَانِيّ (3/ 448)، وابنِ جُزَيٍّ فِي التَّسْهِيْلِ (3/ 44)، وَشَيْخ الإسْلامِ ابن تَيْمِيَّةَ فِي مَجْمُوعِ الفَتَاوَى (2/ 282)، وَقَالَ فِي مِنْهَاجِ السُّنَّةِ (2/ 409): «عَلَى الْمَشْهُورِ عِنْدَ السَّلَفِ والْخَلَفِ» وَالسَّعْدِيّ (ص/ 542) اور دیگر بہت سے

مفتی بن باز کی رائے

مجموع فتاوی العلامۃ عبد العزیز بن باز ج 8 ص 301 پر ایک سوال کے جواب میں فتوی میں عبد العزیز بن باز کہتے ہیں کہ قصہ غرانیق پر مرسل احادیث ہیں لیکن

إلقاء الشيطان في قراءته صلى الله عليه وسلم في آيات النجم وهي قوله: {أفرأيتم اللات والعزى} الآيات، شيء ثابت بنص الآية في سورة الحج

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سورہ نجم کی قرات میں شیطان کا القا ہونا یہ سورہ حج کی آیت سے ثابت ہے

معلوم ہوا کہ روایت پسند واپس اس قصہ کو صحیح کہہ رہے ہیں

شیعہ علماء کی آراء

تفسیر مجمع البیان میں ابی علی الفضل بن الحسن الطبرسی المتوفی ۵۴۸ھ لکھتے ہیں

روي عن ابن عباس و غيره أن النبي (صلى الله عليهو آلهو سلّم) لما تلا سورة و النجم و بلغ إلى قوله أ فرأيتم اللات و العزى و منات الثالثة الأخرى ألقى الشيطان في تلاوته تلك الغرانيق العلى و إن شفاعتهن لترجى فسر بذلك المشركون فلما انتهى إلى السجدة سجد المسلمون و سجد أيضا المشركون لما سمعوا من ذكر آلهتهم بما أعجبهم فهذا الخبر أن صح محمول على أنه كان يتلو القرآن فلما بلغ إلى هذا الموضع و ذكر أسماء آلهتهم و قد علموا من عادته (صلى الله عليه وآله وسلّم) أنه كان يعيبها قال بعض الحاضرين من الكافرين تلك الغرانيق العلى و ألقى ذلك في تلاوته توهم أن ذلك من القرآن فأضافه الله سبحانه إلى الشيطان لأنه إنما حصل بإغوائه و وسوسته و هذا أورده المرتضى قدس الله روحه في كتاب التنزيه و هو قول الناصر للحق من أئمة الزيدية و هو وجه حسن في تأويله

اگر یہ خبر صحیح ہے تو یہ محمول ہے کہ اس مقام پر آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حاضرین کفار میں سے بعض کو عیب دیا اور اس کو تلاوت میں بولا تو (لوگوں کو) وہم ہو گیا کہ یہ قرآن میں اضافہ ہے

اسی بات کو تفسیر نور الثقلین میں بیان کیا گیا ہے

مجلسی کی رائے

مجلسی نے بحار الانوار میں لکھا

کذب اللہ تعالیٰ فی الحال، وذلک لا یقول بہ مسلم

یہ روایت اس حال میں اللہ پر جھوٹ ہے اور ایسا مسلم نہیں کہہ سکتا

==

راقم کہتا ہے اس روایت کو شیعہ راوی الکلبی نے بھی روایت کیا ہے

تفسیر یحییٰ بن سلام میں ہے

وَفِي تَفْسِيرِ الْكَلْبِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلامُ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ وَالْمُشْرِكُونَ جُلُوسٌ فَقَرَأَ: {وَالنَّجْمِ} [النجم: 1] ، فَحَدَّثَ نَفْسَهُ حَتَّى إِذَا بَلَغَ: {أَفَرَأَيْتُمُ اللاتَ وَالْعُزَّى {19} وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الأُخْرَى {20} } [النجم: 19-20] أَلْقَى الشَّيْطَانُ عَلَى لِسَانِهِ: فَإِنَّهَا مَعَ الْغَرَانِيقِ الْعُلَى وَإِنَّ شَفَاعَتَهَا هِيَ الْمُرْتَجَى.

تفسیر کلبی میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں نماز پڑھتے تھے اور مشرک بیٹھے ہوئے تھے پس قرات کی و النجم انہوں نے اپنے آپ سے کہا جب یہاں پر پہنچے

أَفَرَأَيْتُمُ اللاتَ وَالْعُزَّى {19} وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الأُخْرَى

شیطان نے القا کر دیا ان کی زبان پر

فَإِنَّهَا مَعَ الْغَرَانِيقِ الْعُلَى وَإِنَّ شَفَاعَتَهَا هِيَ الْمُرْتَجَى.

معلوم ہوا کہ روافض شروع سے اس قصہ کو قبول کر رہے تھے طبرسی کے دور یعنی چھٹی صدی تک اس کی تاویل کرتے چلے آ رہے تھے

باب ١٣ : جنات کا بتوں میں سرایت کرنا

کچھ ضعیف روایات سے یہ بھی استنباط کیا گیا ہے کہ شیاطین پتھروں، بتوں، اصنام میں چلے جاتے ہیں- روایت بیان کی جاتی ہے کہ مسند احمد اور مسند ابی یعلی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن الولید کو بھیجا کہ جا کر عزی کا مندر ڈھا دیں وہاں سے ایک برہنہ عورت نکلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تِلْكَ الْعُزّىٰ یہ عزی تھی-اس روایت کی سند میں ابو طفیل عَامِرُ بنُ وَاثِلَةَ الكِنَانِيُّ ہے جن کا سماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور صحابی ہونے میں بھی بعض کو اختلاف ہے- امام احمد کے مطابق

وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: حدثنا أبو سعيد مولى بني هاشم. قال: حدثني مهدي بن عمران المازني. قال: سمعت أبا الطفيل، وسئل هل رأيت رسول الله – صلى الله عليه وسلم –؟ قال: نعم، قيل: فهل كلمته؟ قال: لا. «العلل» (5822) .

ابو طفیل عَامِرُ بنُ وَاثِلَةَ الكِنَانِيُّ نے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کوئی بات چیت نہیں ہوئی

دار قطنی العل میں کہتے ہیں

قال الدَّارَقُطْنِيّ: أبو الطفيل رأى النبي – صلى الله عليه وسلم – وصحبه، فأما السماع فالله أعلم

اِبو الطفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور ان کی صحبت میں رہے لیکن جہاں تک سماع کا تعلق ہے تو وہ اللہ کو پتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت عَامِرُ بنُ وَاثِلَةَ آٹھ سال کے تھے تاریخ الکبیر از بخاری کے مطابق

اِدرکتُ ثمان سنین من حیاۃ رَسُولِ اللہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیہِ وسَلَّم،

کتاب الأعلام از الزرکلی کے مطابق یہ مختار ثقفی کذاب (جس کو مصعب بن زبیر نے جہنم واصل کیا) کے ساتھ بھی مل گئے تھے

ثم خرج على بني أمية مع المختار الثقفي

ابو طفیل سے سننے والے الوليد بن جميع ابن عبد الله بن جميع الزهري الكوفي ہیں جو مختلف فیہ ہیں بعض نے ثقہ کہا ہے لیکن ابن حبان جو خود متساہل ہیں ان کو کہتے ہیں فحش تفرده فبطل الاحتجاج به اس کا تفرد فحش ہے اس سے دلیل باطل ہے

یہاں عزی ایک عورت ہونے والی روایت میں اس کا تفرد ہے ان وجوہات کی بنا پر یہ حدیث صحیح ثابت نہیں ہے

دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نائلہ جو عربوں کی دیوی تھی اس کو بھی ایک عورت کہا

کتاب إخبار مكة وما جاء فيها من الآثار از الأزرقی کے مطابق رسول اللہ نے فرمایا

تِلْكَ نَائِلَةُ، قَدْ أَيِسَتْ أَنْ تُعْبَدَ بِبِلَادِكُمْ أَبَدًا

یہ نائلہ اس سے مایوس ہے کہ اس شہر میں واپس اس کی پوجا ہو

گویا نائلہ کوئی زندہ جن ہے اس کی سند میں مجھول راوی ہیں سند ہے حَدَّثَنِي جَدِّي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِدْرِيسَ، عَنِ الْوَاقِدِيِّ، عَنْ أَشْيَاخِهِ یعنی واقدی اپنے بعض شیوخ سے روایت کرتے ہیں الذھبی کتاب تاریخ الاسلام میں اس روایت کو کہتے ہیں مُنْقَطِعٌ

ج ۲ ص ۵۵۴ پر

لہذا یہ بات صحیح نہیں کہ جنات عورتوں کی صورت میں مشرکین کو گمراہ کرتے تھے

باب ١٤ : جنات کا انسان میں داخل ہونا

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ ح حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَهُ أَزْوَاجُهُ فَرُحْنَ فَقَالَ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ لَا تَعْجَلِي حَتَّى أَنْصَرِفَ مَعَكِ وَكَانَ بَيْتُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا فَلَقِيَهُ رَجُلَانِ مِنْ الْأَنْصَارِ فَنَظَرَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَجَازَا وَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَيَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُلْقِيَ فِي أَنْفُسِكُمَا شَيْئًا

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی صفیہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی (دوسری سند) اور امام بخاری نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ہشام نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں (اعتکاف میں) تھے آپ کے پاس ازواج مطہرات بیٹھی تھیں۔ جب وہ چلنے لگیں تو آپ نے صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جلدی نہ کر، میں تمہیں چھوڑنے چلتا ہوں۔ ان کا حجرہ دار اسامہ رضی اللہ عنہ میں تھا، چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ نکلے تو دو انصاری صحابیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی۔ ان دونوں حضرات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور جلدی سے آگے بڑھ جانا چاہا۔ لیکن آپ نے فرمایا ٹھہرو ادھر سنو یہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا ہیں (جو میری بیوی ہیں) ان حضرات نے عرض کی، سبحان اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا کہ شیطان (انسان کے جسم میں) خون کی طرح دوڑتا ہے اور مجھے خطرہ یہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں بھی کوئی بات نہ ڈال دے۔

بہت سے علماء کے نزدیک یہ دلیل ہے کہ جن انسان میں داخل ہو جاتا ہے — راقم کی رائے میں ایسا نہیں ہے — اس حدیث کے سیاق و سباق میں ہے کہ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی ام المومنین صفية بنت حيي رضي الله عنها کے ساتھ نکلے جبکہ اپ معتکف بھی تھے اور کچھ انصاری صحابہ نے ان کو دیکھا اور تیزی سے جانے لگے۔ تو آپ نے کہا یہ میری بیوی ہیں اور کہا کہ شیطان انسان میں ایسے دوڑتا ہے (یعنی انسان کو ایسے بہکاتا ہے) کہ اس کے خوں میں ہوں

کتاب العرف الشذی شرح سنن الترمذی از محمد انور شاہ بن معظم شاہ الکشمیری الہندی (المتوفی: 1353ھ) کے مطابق

قال الغزالي: إن الشيطان يدخل في جوف الإنسان، وقال ابن حزم: إنه لا يدخل

غزالی نے کہا شیطان انسان کے پیٹ میں داخل ہو جاتا ہے اور ابن حزم نے کہا نہیں ہوتا

محمد إنور شاہ بن معظم شاہ الکشمیری الہندی کے مطابق غزالی کی رائے صحیح ہے

کتاب التَّنویرُ شَرحُ الجَامِع الصَّغِیرِ از محمد بن إسماعیل بن صلاح بن محمد الحسنی، الکحلانی کے مطابق

(إن الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم) هو على ظاهره وإن الله تعالى جعل له قدرة ولطافة جسم يلج بواطن ابن آدم، وقيل: أنه مجاز عن كثرة إغوائه ووسوسته فكأنه لا يفارق الإنسان كما لا يفارقه دمه، وقيل: إنه يلقي وسوسته في المسام فتصل الوسوسة إلى القلب،

شیطان انسان میں ایسا دوڑتا ہے جیسے خون اور یہ ظاہر پر ہے کہ اللہ نے اس میں قدرت کی ہے اس کے جسم کی لطافت کی بنا پر ابن آدم کے پیٹ میں گزر جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ مجاز ہے اس کی کثرت وسوسہ کی وجہ سے کہ انسان کو جس طرح خون سے الگ نہیں کیا جا سکتا اسی طرح شیطان کو بھی

کتاب شرح الطیبی علی مشکاۃ المصابیح از شرف الدین الحسین بن عبد اللہ الطیبی (743ھ) کے مطابق

والمعنى: أن الشيطان يتمكن في إغواء الإنسان وإضلاله تمكنا تاما، ويتصرف فيه تصرفا لا مزيد فيه وعلى الثاني: يجوز أن يكون حقيقة، فإنا لا ننكر أن الله قادر على أن يخلق أجساما لطيفة يسري في بدن الإنسان سريان الدم فيه

اس کا معنی ہے کہ شیطان تمکن پاتا ہے انسان کے اغوا پر اور اس کی مکمل گمراہی پر...اور دوسرا کہنا ہے کہ جائز ہے کہ یہ حقیقت ہو

کتاب مطالع الأنوار علی صحاح الآثار از ابن قرقول (المتوفی: 569ھ) کے مطابق

.قوله: ’’الشَّيْطَانُ يَجْرِي مِنَ ابن آدمَ مَجْرى الدَّمِ‘‘ (1) قيل: علي ظاهره

.وقيل: بل هو مثل (2) لتسلطه وغلبته لا أنه يتخلل جسمه، والله أعلم

قول کہ شیطان انسان میں خون کی طرح دوڑتا ہے کہا جاتا ہے ظاہر (مفہوم) ہے اور کہا جاتا ہے کہ بلکہ مثال ہے کہ اس پر تسلط اور غلبہ پاتا ہے نہ کہ جسم میں خلل کرتا ہے واللہ اعلم

کتاب إِکمَالُ المُعْلِمِ بفَوَائِدِ مُسْلِم از قاضی عیاض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544ھـ) کے مطابق

قيل: هو على ظاهره، فإن الله جعل له قوة وقدرة فى الجرى فى باطن الإنسان فى مجارى دمه، وقيل: هذا على الاستعارة لكثرة

.إغوائه ووسوسته، فكأنه لا يفارق الإنسان كما لا يفارقه دمه

کہا جاتا ہے یہ ظاہر پر ہے کیونکہ اللہ نے اس کے قدرت کی ہے کہ انسان بطن میں دوڑے .... اور کہا جاتا ہے یہ الاستعارۃ ہے کہ وہ انسان سے الگ نہیں ہوتا جیسے خون

البانی کی ناقص تحقیق ہے کبھی شیطان انسان کی شکل اختیار کرتا ہے اور اس میں داخل ہو جاتا ہے ، گرچہ مومن اور صالح آدمی ہی کیوں نہ ہو۔ (دیکھیں : سلسلہ الاحادیث الصحیحہ 2918)

الغرض اس میں دو آراء چلی ارہی ہیں - راقم اس کو مثال اور الاستعارۃ کہتا ہے ظاہر نہیں مانتا

ابن تیمیہ کا قول ہے کہ شیطان ، انسان میں داخل ہو جاتا ہے - ابن تیمیہ نے الطبقات الحنابلہ سے شاید اس عقیدہ کو لیا ہو . وہابی عالم محمد صالح المنجد اس کو نقل کرتے ہیں

http://islamqa.info/ar/132673

جاء في ”طبقات الحنابلة“ (233/1) للقاضي أبي الحسين بن أبي يعلى الفرَّاء : أن الإمام أحمد بن حنبل كان يجلس في مسجده فأنفذ إليه الخليفة العباس المتوكل صاحباً له يعلمه أن جارية بها صرع ، وسأله أن يدعو الله لها بالعافية ، فأخرج له أحمد نعلي خشب بشراك من خوص للوضوء فدفعه إلى صاحب له ، وقال له : امض إلى دار أمير المؤمنين وتجلس عند رأس الجارية وتقول له – يعني الجن – : قال لك أحمد : أيما أحب إليك تخرج من هذه الجارية أو تصفع بهذه النعل سبعين ؟ فمضى إليه ، وقال له مثل ما قال الإمام أحمد ، فقال له المارد على لسان الجارية : السمع والطاعة ، لو أمرنا أحمد أن لا نقيم بالعراق ما أقمنا به ، إنه أطاع الله ، ومن أطاع الله أطاعه كل شيء ، وخرج من الجارية وهدأت ورزقت أولاداً ، فلما مات أحمد عاودها المارد ، فأنفذ المتوكل إلى صاحبه أبي بكر المروذي وعرفه الحال ، فأخذ المروذي النعل ومضى إلى الجارية ، فكلمه العفريت على لسانها : لا أخرج من هذه الجارية ولا أطيعك ولا أقبل منك ، أحمد بن حنبل أطاع الله ، فأمرنا بطاعته . انتهى

قاضی اِبِی الحسین بن اِبِی یعلی کہتے ہیں کہ امام احمد مسجد میں تھے کہ خلیفہ المتوکل کا ایک آدمی آیا اور ان سے لونڈی میں جن نکالنے کے بارے میں پوچھا امام احمد نے اپنی نعل المتوکل کے آدمی کو دی اور کہا اس کو لونڈی کے سر پر رکھنا اور کہنا تجھے کیا پسند ہے لونڈی میں سے نکلنا یا ایسی ۷۰ جوتیوں سے تواضع ؟ ادمی نے ایسا ہی کیا جیسا امام احمد نے کہا تھا جب وہ واپس آیا تو اس نے بتایا کہ جن نے کہا سمع و اطاعت، اگر امام احمد نے حکم کیا ہے تو ہم اب عراق میں نہیں رہیں گے... امام احمد کی موت کے بعد ... اِبِی بکر المروذی نے اس کو حاصل کیا اور جن نکالتے

تبرکات کو بلا تاثیر ماننے والے یہ وہابی علماء کس قدر شوق سے واقعہ نقل کر رہے ہیں کہ امام احمد کے نعل مبارک سے نہ صرف زندگی بلکہ موت کے بعد بھی جن نکالنے کے لئے استعمال ہوتے تھے

ابن تیمیہ مجموع الفتاوی ج ۱۹ ص ۱۲ میں لکھتے ہیں

وَلِهَذَا ذَكَرَ الْأَشْعَرِيُّ فِي مَقَالَاتِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ: إنَّ الْجِنِّيَّ يَدْخُلُ فِي بَدَنِ الْمَصْرُوعِ كَمَا قَالَ تَعَالَى: {الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ}

اور اسی وجہ سے الاشعری نے مقالات میں ذکر کیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ جن مرگی زدہ شخص میں داخل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ

لیکن امام الاشعری نے ایسا نہیں کہا انہوں نے کتاب میں دونوں رائے لکھی ہیں لیکن نہ ان کو رد کیا ہے نہ قبول اور آیت کا تو ذکر بھی نہیں۔ امام الاشعری کتاب مقالات الِاسلامیین واختلاف المصلین میں لکھتے ہیں

واختلف الناس في الجن هل يدخلون في الناس على مقالتين:

فقال قائلون: محال أن يدخل الجن في الناس.

وقال قائلون: يجوز أن يدخل الجن في الناس لأن أجسام الجن أجسام رقيقة

اور لوگوں میں اختلاف ہوا کہ کیا جن لوگوں میں داخل ہوتا ہے اس میں دو رائے ہوئے

پس کہا یہ محال ہے کہ جن لوگوں میں داخل ہو

اور (بعض نے) کہا یہ جائز ہے کہ داخل ہو کیونکہ جن کا جسم رقیق ہے

امام الاشعری نے لوگوں کی رائے پیش کی ہے لیکن یہ نہیں کہا کہ ان میں سے وہ کس سے متفق ہیں لہذا ان کی بات کو توڑ مروڑ کر ابن تیمیہ اپنا مدعا ثابت کر رہے ہیں۔

شیطان کا صحابی میں جانا

سنن ابن ماجہ کی روایت ہے

حدثنا محمد بن بشار . حدثنا محمد بن عبد الله الأنصاري . حدثني عيينة بن عبد الرحمن . حدثني أبي عن عثمان بن أبي العاص قال لما استعملني رسول الله صلى الله عليه و سلم على الطائف جعل يعرض لي شيء في صلاتي حتى ما أدري ما أصلي

. فلما رأيت ذلك رحلت إلى رسول الله صلى الله عليه و سلم . فقال : (ابن أبي العاص ؟) قلت نعم يا رسول الله قال (ماجاء بك ؟) قلت يا رسول الله عرض لي شيء في صلواتي حتى ما أدري ما أصلي . قال (ذاك الشيطان . ادنه) فدنوت منه . فجلست على صدور قدمي . قال فضرب صدري بيده وتفل في فمي وقال (اخرج . عدو الله) ففعل ذلك ثلاث مرات . ثم قال (الحق بعملك) قال فقال عثمان فلعمري ما أحسبه خالطني بعد

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ کو نماز پڑھنے میں مشکل ہوتی اس کا ذکر نبی صلی اللہ وسلم سے کیا تو اپ میرے سینے ضرب لگائی اور کہا نکل اے اللہ کے دشمن ! ایسا تین دفعہ کیا...اس کے بعد نماز میں کوئی مشکل نہ ہوئی

ان دونوں کی سند میں مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِيُّ ہے جو کسی ذہنی بیماری کا شکار ہوئے
جنات سے خوف زدہ عصر حاضر کے علماء نے ان روایات کو صحیح قرار دے دیا ہے

باب ۱۵ : جنات کی غذا

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَلْقَمَةَ هَلْ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ قَالَ: فَقَالَ عَلْقَمَةُ، أَنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَقُلْتُ: هَلْ شَهِدَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ قَالَ: لَا وَلَكِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأَوْدِيَةِ وَالشِّعَابِ. فَقُلْنَا: اسْتُطِيرَ أَوِ اغْتِيلَ. قَالَ: فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا هُوَ جَاءٍ مِنْ قِبَلَ حِرَاءٍ. قَالَ: فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ. فَقَالَ: «أَتَانِي دَاعِي الْجِنِّ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ» قَالَ: فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ وَسَأَلُوهُ الزَّادَ فَقَالَ: لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا يَكُونُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ»

عبدالاعلیٰ نے داؤد سے اورانہوں نے عامر (بن شراحیل) سے روایت کی، کہا: میں نے علقمہ سے پوچھا: کیا جنوں (سے ملاقات) کی رات عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے ساتھ تھے؟ کہا: علقمہ نے جواب دیا: میں نے خود ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ لوگوں میں سے کوئی لیلۃ الجن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا؟انہوں نے کہا: نہیں، لیکن ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ہم نے آپ کو گم پایا، ہم نے آپ کو وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا، (آپ نہ ملے) تو ہم نے کہا کہ آپ کو اڑا لیا گیا ہے یا آپ کو بے خبری میں قتل کر دیا گیا ہے، کہا: ہم نے بدترین رات گزاری جو کسی قوم نے (کبھی) گزاری ہو گی۔ جب ہم نے صبح کی تو اچانک دیکھا کہ آپ حراء کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو گم پایا تو آپ کی تلاش شروع کر دی لیکن آپ نہ ملے، اس لیے ہم نے وہ بدترین رات گزاری جو کوئی قوم (کبھی) گزار سکتی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا: میرے پاس جنوں کی طرف سے دعوت دینے والا آیا تو میں اس کے ساتھ گیا اور میں نے ان کے سامنے قرآن کی قراءت کی۔ انہوں نے کہا: پھر آپ ہمیں لے کر گئے اور ہمیں ان کے نقوش قدم اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے۔ جنوں نے آپ سے زاد (خوراک) کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تمہارے لیے ہر وہ ہڈی ہے جس (کے جانور) پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور تمہارے ہاتھ لگ جائے، (اس پر لگا ہوا) گوشت جتنا زیادہ سے زیادہ ہو اور جانور کی لید تمہارے جانوروں کا چارہ ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے (انسانوں سے) فرمایا: تم ان دونوں چیزوں سے استنجانہ کیا کرو کیونکہ یہ دونوں (دین میں) تمہارے بھائیوں (جنوں اور ان کے جانوروں) کا کھانا ہیں۔

یہ روایت مضطرب ہے اور البانی نے اس کا شمار الضعیفہ میں کیا ہے

قال الألباني في الضعيفة (3/ 133) ح1038: حديث: " لَكُمْ (يعني الجن) كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا يَكُونُ لَحْمًا, وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ ". أخرجه مسلم 150 – (450) (2/ 36), وابن خزيمة في " صحيحه " (رقم 82), والبيهقي (1/ 108– 109), ضعيف

قلت: ووجه المخالفة أن ظاهره أن العظم والروثة زاد وطعام للجن أنفسهم، وليس شيء من ذلك لدوابهم

البانی نے کہا یہ جنات کے کھانے ہیں ان کے جانور کے نہیں ہیں

اس روایت کے مطابق جنات جس مقام پر تھے وہاں آگ کے نشان بن گئے تھے جو منکر ہے

اگر احادیث کو دیکھا جائے تو اس میں اس سے الگ ہے- جنات کی غذا انسان کا فضلہ ہے یا جانور کی ہڈی ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي جَدِّي، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يَحْمِلُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً لِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَتْبَعُهُ بِهَا، فَقَالَ: «مَنْ هَذَا؟» فَقَالَ: أَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: «ابْغِنِي أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا، وَلاَ تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلاَ بِرَوْثَةٍ». فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ أَحْمِلُهَا فِي طَرَفِ [ص:47] ثَوْبِي، حَتَّى وَضَعْتُهَا إِلَى جَنْبِهِ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مَشَيْتُ، فَقُلْتُ: مَا بَالُ العَظْمِ وَالرَّوْثَةِ؟ قَالَ: «هُمَا مِنْ طَعَامِ الجِنِّ، وَإِنَّهُ أَتَانِي وَفْدُ جِنِّ نَصِيبِينَ، وَنِعْمَ الجِنُّ، فَسَأَلُونِي الزَّادَ، فَدَعَوْتُ اللَّهَ لَهُمْ أَنْ لاَ يَمُرُّوا بِعَظْمٍ، وَلاَ بِرَوْثَةٍ إِلَّا وَجَدُوا عَلَيْهَا طَعَامًا»

صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو استجاء کے لئے کچھ پتھر لانے کا حکم دیا اور کہا کہ ،،ہڈی اور گوبر نا لانا،،اس کے بعد جب ابوہریرہ نے آپ سے ہڈی اور گوبر نہ لانے کا راز معلوم کیا تو آپ نے فرمایا،،،یہ دونوں چیزیں جنوں کی غذا ہیں، میرے پاس نصیبین کا ایک وفد جو جنات پر مشتمل تھا آیا اور مجھ سے کھانے کے لیے توشہ طلب کیا؟ میں نے ان کے لیے اللہ سے دعا کی کہ جس ہڈی اور گوبر سے بھی ان کا گزر ہو اس پر ان کی غذا موجود ہو؟

ترمذی میں صحیح سند سے مروی ہے کہ گوبر اور ہڈی سے استنجاء نہ کرو اس لیے کہ یہ تمہارے جنات بھائیوں کی غذا ہے صحیح الجامع 2/154

یعنی انسان جو نہیں کھا سکتا جن یا شیطان وہ کھاتا ہے-

باب ۱۶: جن کا نبی پر نیکی القا کرنا

صحیح مسلم باب باب تحریش الشیطان وبعثہ سرایاہ لفتنۃ الناس وان مع کل انسان قرینا

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ – قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا – جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ» قَالُوا: وَإِيَّاكَ؟ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «وَإِيَّايَ، إِلَّا أَنَّ اللهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تم میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے مگر اسکے ساتھ ایک جنوں میں سے ہم نشین لگا یا گیا ہے تو صحابہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول کیا آپ کے ساتھ بھی؟ تو آپ نے فرمایا میرے ساتھ بھی لیکن یہ اللہ تعالی نے اس پر میری مدد کی ہے تو وہ مسلمان ہو گیا ہے اور مجھے صرف نیکی کا حکم کرتا ہے

الفاظ مختلف احادیث میں ہیں

فلَا يَامُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ یا فَلَيْسَ يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ وہ صرف خیر کا حکم کرتا ہے یا فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِحَقٍّ وہ جن صرف حق کا حکم کرتا ہے

راقم کے نزدیک یہ روایات شاذ ہیں- ان میں سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ کا باپ مجہول الحال ہے اس کو ثقہ صرف ابن حبان نے کہا ہے–اس کے ایک طرق میں عمارۃ بن غزیۃ ہے جس کو ابن حزم نے ضعیف کہا ہے اور تیسرے طرق میں مجالد بن سعید ضعیف ہے

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ، عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا لَيْلًا، قَالَتْ: فَغِرْتُ عَلَيْهِ، فَجَاءَ فَرَأَى مَا أَصْنَعُ، فَقَالَ: «مَا لَكِ؟ يَا عَائِشَةُ أَغِرْتِ؟» فَقُلْتُ: وَمَا لِي لَا يَغَارُ مِثْلِي عَلَى مِثْلِكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَقَدْ جَاءَكِ شَيْطَانُكِ» قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَوْ مَعِيَ شَيْطَانٌ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قُلْتُ: وَمَعَ كُلِّ إِنْسَانٍ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قُلْتُ: وَمَعَكَ؟ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكِنْ رَبِّي أَعَانَنِي عَلَيْهِ حَتَّى أَسْلَمَ»

یہاں سن میں حمید بن زیاد ہے جو سلام پر روح نبی لوٹانے والی روایت کا راوی ہے جو ضعیف ہے

اس روایت کو صحیح ابن حبان میں لکھ کر ابن حبان نے لکھا ہے

فِي هَذَا الْخَبَرِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ شَيْطَانَ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمَ حَتَّى لَمْ يَأْمُرْهُ إِلَّا بِخَيْرٍ، لَا أَنَّهُ كَانَ يَسْلَمُ مِنْهُ وَإِنْ كَانَ كَافِرًا

یہ دلیل ہے رسول اللہ پر نافذ شیطان پہلے کافر تھا پھر مسلمان ہو گیا

ابن عباس کی سند سے اس کا صرف یہ متن مسند احمد آیا ہے

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيْسَ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الشَّيَاطِينِ" قَالُوا: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "نَعَمْ، وَلَكِنَّ اللَّهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ"

اس میں ہے کہ اللہ کی مدد سے وہ شیطان مطیع ہو گیا ہے۔ اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ قابوس بن ابی ظبیان کی النسائی، ابن سعد، الدار قطنی، ابن معین نے تضعیف کی ہے اور امام ابو حاتم کا کہنا ہے: يُكتب حديثه ولا يحتج به، حدیث لکھ لو دلیل مت لینا

متنا اس میں مسائل ہیں کہ اگر شیطان مسلمان ہو گیا تو کیا ہوا؟ ابلیس کیا دوسرا شیطان نافذ نہیں کر سکتا تھا؟ قابل غور ہے کہ اس میں دو ادوار کا ذکر ہے ایک وہ دور ہے جب شیطان مسلم نہ تھا اور ایک دوسرا جب وہ مسلم ہوا - راقم کہتا ہے کہ قرآن میں ہے کہ شیطان نبی پر وسوسہ ڈال سکتا ہے یا دل میں القا کر سکتا ہے لیکن اللہ اس القا کو فنا کر دیتا ہے۔ یہ آیت قرآن میں سورہ حج میں ہے

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (52) لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ

اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر (اس کا یہ حال تھا کہ) جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو میں (وسوسہ) ڈال دیتا تھا۔ تو جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے اللہ اس کو دور کر دیتا ہے۔ پھر اللہ اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اور اللہ علم والا اور حکمت والا ہے۔ غرض (اس سے) یہ ہے کہ جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے اس کو ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں ذریعہ آزمائش ٹھہرائے۔ بے شک ظالم پرلے درجے کی مخالفت میں ہیں۔

لہذا اکمل شیطان جو قرین تھا اگر مسلمان ہو گیا تھا تو ابلیس خود کام جاری رکھ سکتا تھا۔

دوم صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ مسلم ہو جانے والا جن اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

فلَا يَامُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ یا فَلَيْسَ يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ وہ صرف خیر کا حکم کرتا ہے یا فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِحَقٍّ وہ جن صرف حق کا حکم کرتا ہے

راقم کہتا ہے یہ دوسری مصیبت اس حدیث کی ہے – کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بھی کام کسی جن کے حکم پر نہیں کیا ہے- یہ روایت ہر زاویہ سے متنا منکر ہے